﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک 21 اپریل 2017ء | 23/رجب 1438 ہجری قمری ✺ 21/شہادت 1396 ہجری شمسی | شمارہ 16

تفریق پیدا کرنے والوں سے قطع تعلق

حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کو توڑنا چاہے تاکہ تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اس سے قطع تعلق کرلو اور اس کی بات نہ مانو۔

(مسلم کتاب الامارہ باب حکم من فرق حدیث نمبر:3443)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات کا تذکرہ

✺ ---''آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے اور نیز ان لوگوں کی نگاہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں۔ ✺ ---خدا ایک کرشمہء قدرت تیرے لئے ظاہر کرے گا۔ اس سے منکر لوگ سجدہ گاہوں میں گر پڑیں گے اور اپنی ٹھوڑیوں پر گر پڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ بخش ہم خطا پر تھے۔ اور پھر تجھے مخاطب کرکے کہیں گے کہ خدا کی قسم خدا نے ہم سب میں سے تجھے چُن لیا اور ہماری خطا تھی جو ہم برگشتہ رہے۔ تب کہا جائے گا کہ آج جو تم ایمان لائے تم پر کچھ سرزنش نہیں۔ خدا نے تمہارے گناہ بخش دئے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ ✺ ---خدا تجھے دشمنوں کے شر سے بچائے گا اور اس شخص پر حملہ کرے گا جو تیرے پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وہ لوگ حد سے نکل گئے ہیں اور نافرمانی کی راہوں پر قدم رکھا ہے۔ ✺ ---کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ ✺ ---اے پہاڑو اور اے پرندو! میرے اس بندہ کے ساتھ وجد اور رقت سے میری یاد کرو۔ ✺ ---تم سب پر اُس خدا کا سلام جو رحیم ہے۔ ✺ ---اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ ✺ ---مَیں اور رُوح القدس تیرے ساتھ ہیں اور تیرے اہل کے ساتھ۔ ✺ ---مت ڈر میرے قرب میں میرے رسول نہیں ڈرتے۔ ✺ ---خدا کا وعدہ آیا اور زمین پر ایک پاؤں مارا اور خلل کی اصلاح کی پس مبارک وہ جس نے پایا اور دیکھا اور بعض نے ہدایت پائی اور بعض مستوجب عذاب ہو گئے۔ ✺ ---اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں۔ کہہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں۔ ✺ ---خدا ایک عزیز وقت میں تمہاری مدد کرے گا۔ ✺ ---خدائے رحمٰن کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی آسمانی بادشاہت ہے۔ اس کو ملک عظیم دیا جائے گا۔ اور خزینے اُس کے لئے کھولے جائیں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ ✺ ---کہہ اے منکرو! مَیں صادقوں میں سے ہوں۔ پس تم میرے نشانوں کا ایک وقت تک انتظار کرو۔ ✺ ---ہم عنقریب ان کو اپنے نشان اُن کے اردگرد اور ان کی ذاتوں میں دکھائیں گے۔ اُس دن حجت قائم ہوگی اور کھلی کھلی فتح ہو جائے گی۔ ✺ ---خدا اُس دن تم میں فیصلہ کر دے گا۔ ✺ ---خدا اُس شخص کو کامیاب نہیں کرتا جو حد سے نکلا ہوا اور کذّاب ہے۔ ✺ ---اور ہم وہ بھار تیرا اُٹھا لیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور ہم اس قوم کو جڑھ سے کاٹ دیں گے جو ایک حق الامر پر ایمان نہیں لاتے۔ ✺ ---اُن کو کہہ کہ تم اپنے طور پر اپنی کامیابی کے لئے عمل میں مشغول رہو اور مَیں بھی عمل میں مشغول ہوں پھر دیکھو گے کہ کس کے عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے۔ ✺ ---خدا اُن کے ساتھ ہوگا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اُن کے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ ✺ ---کیا تجھے آنے والے زلزلہ کی خبر نہیں ملی؟ ✺ ---یاد کر جب کہ سخت طور پر زمین ہلائی جائے گی۔ اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے باہر پھینک دے گی۔ اور انسان کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا کہ یہ غیر معمولی بلا اس میں پیدا ہو گئی۔ اُس دن زمین اپنی باتیں بیان کرے گی کہ کیا اس پر گذرا۔ خدا اس کے لئے اپنے رسول پر وحی نازل کرے گا کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے۔ ✺ ---کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ زلزلہ نہیں آئے گا؟ ضرور آئے گا اور ایسے وقت آئے گا کہ وہ بالکل غفلت میں ہوں گے۔ اور ہر ایک اپنے دنیا کے کام میں مشغول ہوگا کہ زلزلہ ان کو پکڑ لے گا۔ ✺ ---تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسے زلزلہ کا آنا سچ ہے؟ کہہ کہ خدا کی قسم اس زلزلہ کا آنا سچ ہے۔ اور خدا سے برگشتہ ہونیوالے کسی مقام میں اس سے بچ نہیں سکتے۔ یعنی کوئی مقام اُن کو پناہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر گھر کے دروازہ میں بھی کھڑے ہیں تو توفیق نہ پائیں گے جو اس سے باہر ہو جائیں مگر اپنے عمل سے۔ ✺ ---ایک چکی گردش میں آئے گی اور قضا نازل ہوگی۔ ✺ ---جو لوگ اہل کتاب اور مُشرکوں میں سے حق کے منکر ہو گئے وہ بجُز اس نشانِ عظیم کے باز آنے والے نہ تھے۔ ✺ ---اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ ✺ ---مَیں تجھے قیامت والا زلزلہ دکھاؤں گا۔ ✺ ---خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا۔ ✺ ---اُس دن کہا جائے گا آج کس کا ملک ہے کیا اُس خدا کا ملک نہیں جو سب پر غالب ہے۔ ✺ ---میں اس زلزلہ کے نشان کی پنج مرتبہ تم کو چمک دکھلاؤں گا۔ (اصل الہام اردو زبان میں ہے۔ ''چمک دکھلاؤں گا تم کو اِس نشان کی پنج بار۔ اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ۔'') ✺ ---(اور) اگر چاہوں تو اُس دن دنیا کا خاتمہ کر دوں۔ ✺ ---مَیں ہر ایک جو تیرے گھر میں ہوگا اُس کی حفاظت کروں گا۔ ✺ ---اور مَیں تجھے وہ کرشمہء قدرت دکھلاؤں گا جس سے تُو خوش ہو جائے گا۔ ✺ ---رفیقوں کو کہہ دو کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آ گیا ہے۔ ✺ ---میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں اور پچھلے ہیں۔ ✺ ---مَیں توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ جو شخص تیرے پاس آئے گا وہ گویا میرے پاس آئے گا۔ ✺ ---تم پر سلام۔ تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے۔ ✺ ---مَیں تیرے لئے اُترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤں گا۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی اور بہت جانیں ضائع ہوں گی۔''

---(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 198 تا 203۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 اپریل 2015ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ خلود مناع عودہ بنت مکرم مناع فواد عودہ صاحب کبابیر کا ہے جو عزیزم رضا احمد شاہ کے ساتھ طے پایا ہے۔

حضور انور نے دلہے سے دریافت فرمایا کہ نام رضا شاہ ہے یا رضا احمد شاہ؟

عرض کرنے پر کہ رضا احمد شاہ ہے، حضور انور نے ازراہ مزاح فرمایا:۔ میں نے تمہیں رضا شاہ پہلوی بنا دیا۔ اور پھر فرمایا:۔

رضا احمد شاہ کینیڈا میں مربی سلسلہ ہیں ابن مکرم سید تنویر احمد شاہ صاحب کے ساتھ طے پایا ہے پانچ ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر۔

عزیزہ خلود مناع کبابیر کی رہنے والی ہیں اور یہ پرانے احمدی خاندان سے ہیں۔ اور عزیزم رضا شاہ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے نواسے کے پوتے ہیں۔ اور ان کے والد کا ننھیال ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث پر عمل کرتے ہوئے روسی علاقوں ترکمانستان وغیرہ کی طرف سے بڑا لمبا پیدل سفر کیا اور برفوں پہ پیدل چلتے ہوئے اور بڑے بُرے حالات میں یہ خاندان قادیان پہنچا اور وہاں انہوں نے بیعت کی۔ عزیزم رضا شاہ کی دادی حضرت ڈاکٹر سید جنود اللہ شاہ صاحب کی بہن تھیں۔ اس لحاظ سے دونوں طرف سے یہ خاندان جماعت میں ایک پرانا خاندان ہے اور بڑی قربانیاں کرنے والا خاندان ہے۔ عزیز بھی مربی سلسلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اپنا وقف اور مربی ہونے کا اعزاز احسن رنگ میں نبھانے والے ہوں اور یہ رشتے جو اب قائم ہو رہے ہیں دو خاندانوں کے، ایک فلسطین کے علاقہ کے اور ایک پاکستانی اور روسی علاقہ کا ملاپ، یہ ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب ہوں اور آئندہ بھی ان میں سے قربانیاں کرنے والی نیک نسلیں پیدا ہوتی رہیں۔ مکرم مناع فواد عودہ صاحب کو تو اردو نہیں آتی۔

پھر حضور انور نے لڑکی کے والد سے انگریزی میں اور لڑکے سے اردو میں ایجاب وقبول کروایا۔ اور پھر فرمایا:۔

رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 08 مارچ 2017ء بروز بدھ 11 بجے صبح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محمود ہال (مسجد فضل لندن) میں تشریف لا کر **مکرمہ حنیفاں بی بی صاحبہ (بنت مکرم لال دین صاحب اوٹھی مرحوم) جماعت شرلی۔ یوکے کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ حنیفاں بی بی صاحبہ (بنت مکرم لال دین صاحب اوٹھی مرحوم) جماعت شرلی۔ یوکے 4 مارچ 2017ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ چھوٹی عمر میں اپنے خاندان کے ساتھ بیعت کی توفیق پائی۔ آپ بہت نیک، پرہیزگار، صوم وصلوٰۃ کی پابند بزرگ خاتون تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں اور چندہ جات کی مکمل ادائیگی سال کے آغاز میں ہی کرنے کا اہتمام کرتی تھیں۔ ایم ٹی اے پر حضور انور کے خطبات بڑی باقاعدگی سے بار بار سنا کرتی تھیں۔ آپ مکرم طارق اسلام صاحب مرحوم مربی سلسلہ کینیڈا اور مکرم حافظ طیب احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے کی پھوپھی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب :

1۔ کرم ابوبکر بوابوا (Bwabwa) صاحب (زیمبیا) 22 فروری 2017ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم 1960ء میں کانگو سے ہجرت کرکے اپنی فیملی سمیت زیمبیا آئے۔ 1972ء میں جماعت زیمبیا کا قیام ہوا تو آپ نے اوّلین بیعت کرنے والوں کی صف میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ اپنی فیملی میں اکیلے احمدی تھے اور آخر دم تک پوری وفا اور استقامت کے ساتھ اپنے عہد بیعت کو نبھاتے رہے۔ لمبے عرصے تک جماعت احمدیہ لوساکا کے صدر رہے۔ آپ بہت نیک سیرت، سادہ مزاج، نمازوں میں باقاعدہ، ہمدرد و شفیق، دیانتدار، جماعت اور خلافت سے بے پناہ محبت رکھنے والے اور مالی قربانی کرنے والے مخلص انسان تھے۔ اپنے عمدہ اخلاق کی بنا پر غیر احمدی مسلمانوں میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

2۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب (چک نمبر 87 شمالی ضلع سرگودھا) 14 ستمبر 2016 کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ لمبا عرصہ صدر جماعت اور امیر حلقہ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ ضلعی اصلاحی کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ 1974ء کے پُرآشوب دَور میں احباب جماعت کی نمایاں خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ ایک جھوٹے مقدمہ میں اڑہائی ماہ تک اسیر بھی رہے۔ غیر از جماعت شرفاء کے ساتھ وسیع تعلقات تھے۔ لوگوں کے مسائل بڑی خوش اسلوبی سے حل کروایا کرتے تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ صف اول میں رہے۔ جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ ہمہ وقت جماعتی خدمت کے لئے تیار رہتے۔ مرحوم موصی تھے۔

3۔ مکرمہ مقصوداں بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب مرحوم)۔ جرمنی 28 نومبر 2016ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، جماعت کے ساتھ مضبوط اور خلافت کے ساتھ عشق و وفا کا تعلق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

4۔ مکرمہ نسیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم فاروق احمد صاحب)۔ بھڑی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ، مکرم مقصود احمد صاحب (ابن مکرم فاروق احمد صاحب)، مکرمہ راشدہ مقصود صاحبہ (اہلیہ مکرم مقصود احمد صاحب) 7 نومبر 2016ء کو ایک ٹریفک حادثہ میں ان تینوں کی وفات ہوئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مکرمہ نسیم اختر صاحبہ کی عمر 48 سال، مکرم مقصود احمد صاحب کی عمر 32 سال اور مکرمہ راشدہ مقصود صاحبہ کی عمر 21 سال تھی۔ تینوں مرحومین اعلیٰ اخلاق کے مالک، خلافت سے محبت اور نظام جماعت سے تعاون کرنے والے، باقاعدگی سے چندے ادا کرنے والے، نیک باوفا اور مخلص وجود تھے۔

5۔ مکرمہ ارشاد اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر منصور احمد بٹ صاحب)۔ دارالنصر وسطی ربوہ 7 اگست 2016 کو 65 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا محبت کا تعلق تھا۔ جماعتی کاموں میں ہر ممکن تعاون کرنے والی اور حسب توفیق مالی قربانی کرنے والی نیک بزرگ خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

... ...

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 17 مارچ 2017ء بروز جمعۃ المبارک نماز مغرب سے قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالمالک خان صاحب۔ لندن) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالمالک خان صاحب۔ لندن) 12 مارچ 2017ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت چوہدری عبدالحیٔ خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ آپ نے زیادہ عرصہ کراچی میں گزارا اور وہاں مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ 2012ء میں لندن آگئی تھیں اور یہاں حلقہ ویسٹ ہل میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کا موقعہ ملا۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، خوش اخلاق، ملنسار بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔

نماز جنازہ غائب :

(1) مکرم حاجی شریف احمد بھٹی صاحب (آف بہاولپور۔ حال ربوہ) 19 نومبر 2016ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت اللہ دتہ صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ آپ کو ربوہ کے قیام کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے کا موقعہ ملا اور آپ کا نام تاریخ احمدیت میں افتتاح میں شامل ہونے والوں کی فہرست میں بھی شامل ہے۔ ربوہ میں سب سے پہلے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کی بھی توفیق ملی۔ 1969ء میں حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ 30 سال پر محیط عرصہ میں انہوں نے جماعت احمدیہ چک نمبر 23 ضلع بہاولپور کے صدر جماعت کی حیثیت سے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ اپنی زمین پر مسجد اور مشن ہاؤس بنوایا۔ مرحوم بہت سے نیک خصائل کے مالک تھے۔ خلافت کے عاشق اور خلیفہ وقت کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک پر سب سے پہلے لبیک کہنے والوں میں سے تھے۔ اعلیٰ اخلاق، حسن سلوک اور ہر ایک کی ہمدردی اور خدمت کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ غیر از جماعت احباب سے بھی بہت اچھے تعلقات تھے اور وہ آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ جماعتی عہدیداروں اور مربیان کا بے حد احترام کرتے اور ان کی خدمت اور ضیافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اسے اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتے تھے۔ بچوں کو خلافت کی اطاعت اور ہمیشہ اس کے ساتھ جڑے رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم محمد طاہر ندیم صاحب (مربی سلسلہ۔ عربک ڈیسک۔ یوکے) کے قریبی عزیز تھے۔

(2) مکرم ماسٹر عبدالحمید خاں صاحب (ڈیریانوالہ ضلع نارووال) 18 جنوری 2017ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کو مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کا موقع ملا جن میں سے قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری مال نمایاں ہے۔ آپ نے ڈیریانوالہ میں سکول ٹیچر کے علاوہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں اسسٹنٹ نگران لائبریرین کے طور پر ملازمت کی۔ آپ غیر احمدی اساتذہ کے لئے ایک اچھا نمونہ تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بڑا شوق تھا اور اس غرض سے اپنے پاس بہت سی جماعتی کتب کا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ آپ کی والدہ کو خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے گھروں میں خدمت کا موقعہ ملا۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو اور خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ نادیہ قدیر صاحبہ (اہلیہ مکرم نعمان طاہر صاحب۔ یو ایس اے) 18 فروری 2017ء کو 35 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ بہت نیک، خلافت سے والہانہ محبت کرنے والی ایک فدائی خاتون تھیں۔ آپ کو عبادت کا شوق اور قرآن کریم سے بے حد پیار تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی دونوں بچیاں تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

... ...

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 27/مارچ 2017ء بروز سوموار قبل نماز مغرب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم محمد سعید صاحب (جماعت سٹیونج۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم محمد سعید صاحب (سٹیونج۔ یوکے) 23 مارچ 2017ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق آزاد کشمیر سے تھا اور گزشتہ پانچ سال سے یوکے میں مقیم تھے۔ آپ نے مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرنے کے علاوہ چھ سال صدر جماعت خلیل آباد (کوٹلی۔ آزاد کشمیر) کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ کوٹلی میں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر کبھی کمزوری

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 446

مکرم علاء عثمان صاحب (4)

گزشتہ تین اقساط میں ہم نے مکرم علاء عثمان صاحب آف سیریا کی بیعت اور سیریا میں ہونے والے فسادات میں ان کے خاندان پر ہونے والے بعض مظالم کا تذکرہ کیا تھا۔اس قسط میں باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔

سفرِ ہجرت کی کہانی

مکرم علاء عثمان صاحب بیان کرتے ہیں:

دوسری دفعہ موت کے منہ سے رہائی کے بعد میں نے اپنے اس ملک کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنے کا فیصلہ کرلیا جس میں اٹھنے والا ہر قدم مرحلۂ دار وصلیب دکھائی دیتا تھا۔ میں نے رہائی کے بعد تین روز تک اپنے ہم زلف کے گھر میں آرام کرنے کے بعد اپنی وکیل سے کہا کہ چونکہ جج نے مجھے ہر تہمت سے بری قرار دیا ہے اس لئے مجھے اس کے اس فیصلہ کی نقل چاہئے جس کی بناء پر میرے لئے ملک سے باہر سفر کرنا آسان ہوجائے گا۔ اگلے روز وکیل نے یہ ڈاکومنٹ فراہم کردیا جسے لے کر ہم سیدھے ٹریول ایجنٹ کے پاس گئے اور ترکی جانے کے لئے جہاز کے ٹکٹ خرید لئے۔ دوہفتوں کے بعد ہماری فلائٹ تھی۔اس عرصہ میں ہم نے قریبی رشتہ داروں سے الوداعی ملاقاتیں کیں اور دعائیں کرتے رہے کہ کوئی اور روک نہ پڑ جائے۔سفر سے ایک روز پہلے ہم نے ایک ٹیکسی والے سے بات کی تو وہ ہمیں دمشق سے بیروت ائرپورٹ پر لے جانے کے لئے راضی ہوگیا۔ہم صبح گیارہ بجے نکلے۔جگہ جگہ چیک پوسٹوں پر رُک رُک کر اور انتظار کروایا جاتا رہا۔گو اس سفر میں جگہ جگہ ’’ہر قدم دوریٔ منزل ہے نمایاں مجھ سے‘‘ کا احساس ہوتا رہا،لیکن خدا تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال رہا کہ ہم ہر چیک پوسٹ سے صحیح و سالم نکل کر منزل کی طرف گامزن رہے۔محض دو تین گھنٹوں کا سفر آٹھ گھنٹوں میں طے کرنے کے بعد ہم بیروت ایئرپورٹ پر پہنچ گئے۔ہماری فلائٹ کے اڑنے میں ابھی بھی گیارہ گھنٹے کا وقت باقی تھا جو خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے گزارا۔اور پھر اگلے روز ہم ترکی پہنچ گئے۔

ہم دو روز کے سفر سے تھکے ہوئے تھے۔سامان بھی کافی تھا لیکن ترکی میں نہ کوئی واقف، نہ کوئی ٹھکانا اور نہ ہمیں ان کی زبان آتی تھی۔ میں نے ائیرپورٹ سے باہر نکل کر ایک ٹیکسی والے سے انگریزی میں بات کر کے کہا کہ ہمیں کسی اچھے ہوٹل میں لے چلو۔اس نے ایک جگہ ہمیں اتار دیا جہاں بہت سے ہوٹلز تھے۔ میں اپنا سامان فُٹ پاتھ پر رکھ کر کسی مناسب ہوٹل کی تلاش میں نکلا تو ایک جگہ انگریزی میں فلیٹس کرائے پر دستیاب ہونے کے بارہ میں اعلان پڑھا۔میں فوراً اس دفتر میں گیا اور تین روز کے لئے ایک فلیٹ لے لیا۔گو یہ فلیٹ بہت مہنگا تھا لیکن مجھے یقین تھا کہ تین روز میں ہم کوئی مناسب بندوبست کرلیں گے۔

میری اہلیہ نے سیریا سے ہی فیس بک کے ذریعہ ترکی کی ایک عورت سے رابطہ کیا تھا جو سیریا سے آنے والی فیملیز کو کرائے کے گھر تلاش کرنے میں مدد دیتی تھی۔دو روز آرام کرنے کے بعد میری اہلیہ نے کوشش کی تو اس عورت سے رابطہ ہوگیا اور اگلے دن اس نے ملنے کے لئے وقت بھی دے دیا۔پھر اس کی مدد سے ہم نے سال بھر کے لئے گھر بھی لے لیا اور بچوں کا بھی سکول میں داخلہ کروادیا۔

جرمنی کا سفر اور احباب کا اخلاص

میں ظلم اور دکھ کی سرزمین سے نکل آیا تھا، اور میرے ذہن میں اس سے آگے سفر کرنے کا کوئی پروگرام نہ تھا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہی ہم اردگرد سے ہر روز سنتے کہ آج فلاں فیملی یورپ چلی گئی اور آج فلاں اپنے اہل خانہ کے ساتھ یورپ کے فلاں ملک کی جانب سفر کر گیا ہے۔ یہ کوئی آسان سفر نہ تھا۔تاہم ہر طرف سیرین مہاجرین کے ساتھ ایک ہمدردی کی فضا بن چکی تھی اس لئے سفر کے کئی راستے کھل چکے تھے۔ میں اس کے بارہ میں سنجیدگی سے سوچنے لگ گیا۔میں برطانیہ کی طرف ہجرت کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا کوئی راستہ نہ نکل سکا۔ پھر ایک سیرین احمدی دوست مکرم ماہر المعانی صاحب کے کہنے پر ہم نے جرمنی جانے کا پروگرام بنالیا۔ یہ بھی ایک بہت لمبی داستان ہے جس میں طرح طرح کے خطرات ہیں جسے مختصر کرتے ہوئے صرف اتنا کہتا ہوں کہ اس وقت اکثر ملکوں نے سیرین مہاجرین کے لئے دروازے کھول دیئے تھے یا اپنے ملک سے گزرنے کی سہولت فراہم کی تھی۔ چنانچہ مختلف ملکوں سے ہوتے ہوئے ہم کئی دنوں کے سفر کے بعد جرمنی پہنچ گئے۔

ہمارا سفر لمبا ہوگیا اور ہم جلسہ کے وقت جرمنی نہ پہنچ سکے بلکہ جلسہ کے ایام کے دوران ہم سربیا میں تھے اور 18؍اگست 2015ء کو ہم جرمنی میں داخل ہوئے۔اس وقت میرے پاس میرے ایک سیرین احمدی دوست مکرم عرفات ابراہیم صاحب کا فون نمبر تھا جس نے قبل ازیں ہی مجھے کہا ہوا تھا کہ جرمنی پہنچتے ہی میں اس سے رابطہ کروں اور اس کے گھر پہنچنے کی کوشش کروں۔ چنانچہ میں نے اس سے رابطہ کیا اور ٹرین کے ذریعہ اس کے شہر جانے کا فیصلہ کیا۔سٹیشن پر بہت سے سیرین موجود تھے ان میں سے بعض جرمنی کے رہائشی بھی تھے اور ایسے ہی ایک دوست نے مجھے ٹکٹ خریدنے اور پھر مختلف گاڑیاں بدلنے کا طریقہ سمجھا دیا۔ بہرحال ہم آدھی رات کے بعد عرفات ابراہیم صاحب کے شہر پہنچ گئے جہاں سٹیشن پر ہی وہ ہمارا منتظر تھا۔ وہ ہمیں ساتھ لے گیا اور ہم تین روز تک اس کے گھر میں رہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ان تین روز میں سفر کی تھکان کی وجہ سے ہمیں اپنی ہوش نہ رہی۔عرفات ابراہیم صاحب کی ضیافت اور اخوّت کے جذبے نے ہمیں سب کچھ بھلا دیا۔میری اہلیہ بھی عرفات صاحب کی اہلیہ کی بہترین دوست بن گئی اور میرے بچے اس کے بچوں سے بہت مانوس ہوگئے۔

تین روز کے بعد ہم نے اسائلم کر دیا۔ابتداءً کسی قدر تنگی کا سامنا کرنا پڑا لیکن الحمد للہ کہ جلد ہی تمام امور درست ہوگئے اور ہمیں علیحدہ رہائش مل گئی۔

جرمنی پہنچنے کے بعد میں نے مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب سے رابطہ کیا، دمشق میں عربی زبان کی تعلیم حاصل کرنے کے دوران ان سے ہمارا اچھا تعلق بن گیا تھا۔ اسی طرح ہمارے سیرین احمدی مکرم مازن عقلہ صاحب سے بھی رابطہ کیا۔سب نے ہی دلی مسرت کا اظہار کیا اور اطمینان دلاتے ہوئے ہر قسم کی مدد کی پیشکش کی۔

لقاءِ حبیب

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک روز مجھے مکرم حفیظ اللہ صاحب کا فون آیا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دوبارہ جرمنی میں تشریف لارہے ہیں اور اس موقع پر یہاں پہنچنے والے عرب احمدیوں کو بھی حضور انور کی زیارت اور آپ سے ملاقات کا موقع دیا جائے گا۔ بہرحال جب ہمیں اس بارہ میں پتہ چلا تو ہم کشاں کشاں دوڑے چلے آئے۔ فرینکفرٹ میں ہمارا اس طرح استقبال کیا گیا جیسے ہم کوئی نہایت قیمتی اور انمول چیز ہوں۔فجزاھم اللّٰہ خیرًا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہماری ملاقات کا وقت بھی آ پہنچا۔اپنے آقا کی ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے عرب احمدیوں کی اس لسٹ میں پہلا نام ہمارا تھا۔میں نے اس ملاقات کے لئے بہت کچھ سوچ رکھا تھا لیکن حضور انور کے دفتر میں داخل ہوتے ہی تمام الفاظ اور جملے خلط ملط ہوگئے۔زبان لڑکھڑا رہی تھی اور جسم پر بھی لرزہ طاری تھا۔ میں نے جب اپنی اہلیہ کی طرف دیکھا تو اس کی حالت مجھ سے زیادہ مختلف نہ تھی، اس کے آنسو نکلتے ہی جارہے تھے۔شاید حضور انور کو ہماری حالت کا اندازہ ہوگیا تو آپ نے کمال شفقت سے میرے ہاتھ کو پکڑ کر تسلی دلائی۔ یہاں پر میری حالت اس شخص کی سی تھی جسے مدتوں کے سفر کی تھکان کے بعد اچانک منزل مل جائے، جسے دکھ والم کے خاردار جنگلوں سے گزرنے کے بعد اچانک گلستان نظر آجائے، اور جسے زندگی کے اندوہناک حادثوں کے بعد ایک شفیق اور غمگسار شخص اپنے سینے سے لگالے۔ اس صورتحال کو محسوس کرتے ہی میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور آنکھیں اشکوں کی زبانی حالِ دل سنانے لگ گئیں۔

جب ہم کسی قدر سنبھلے اور اپنے فرد فرد خیالات کو کسی قدر یکجا کرنے میں کامیاب ہوئے تو حضور انور نے ہمارے ساتھ انگریزی زبان میں گفتگو شروع فرمائی۔ ہمارے ساتھ دو مترجم موجود تھے لیکن حضور انور کی شفقت کے پیش نظر اچانک میں نے کہہ دیا کہ سیدی آپ بیشک انگریزی زبان میں کلام فرمائیں لیکن مجھے اجازت دیں کہ میں حضور انور کی بات کا جواب عربی زبان میں ہی دوں۔ حضور انور نے فوراً میری عرضی قبول فرمالی اور پھر یوں ہوا کہ حضور انور انگریزی زبان میں گفتگو فرماتے رہے اور میں عربی زبان میں عرض کرتا رہا اور ہمیں کسی ترجمان کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ حضور انور میری بات مکمل طور پر سمجھتے اور اس کا جواب عطا فرماتے رہے۔اس دوران ہم کبھی حضور انور کے کلام سے محظوظ ہوتے تو کبھی آپ کے چہرۂ مبارک پر عیاں نور سے فیضیاب ہوتے اور کبھی آپ کے ہونٹوں پر بکھرنے والی مسکراہٹ پر نظر ڈال کر سرشار ہوئے جاتے تھے۔

ہماری ملاقات تقریباً دس منٹ تک جاری رہی جس کے آخر پر حضور انور نے بچوں کو پین اور چاکلیٹ عطا فرمائے اور پھر ہمیں بلا کر قریب کھڑا کر کے تصویر کھنچوانے کا موقع بھی عطا فرمایا۔ یہ تصویر ہمارے ڈرائینگ روم میں لگی ہے اور جب بھی اسے دیکھتا ہوں تو شکر کے جذبات اُمڈ آتے ہیں کہ خدا نے محض اپنے فضل سے ہمیں ایک نبی اور پھر اس کے خلیفہ کے ساتھ ایمان و اخلاص سے وابستگی کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

یہ حضور انور سے میری تیسری ملاقات تھی۔اس سے قبل میں 2004ء اور 2005ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر ملاقات کر چکا تھا لیکن اس وقت میں غیر شادی شدہ تھا اور اہل وعیال کے ساتھ میری یہ پہلی ملاقات تھی۔

خلیفۂ وقت کی نصیحت اور دعا کی برکت

یہاں مجھے ایک واقعہ بھی یاد آ گیا کہ 2005ء میں میری عمر 27 سال تھی اور میں نے دوران ملاقات حضور انور کی خدمت میں لندن سے کسی احمدی لڑکی سے شادی کے بارہ میں راہنمائی کی درخواست کی۔حضور انور میری بات سن کر مسکرائے اور فرمایا: علاء! جس بارہ میں تم سوچ رہے ہو وہ برا نہیں ہے لیکن بہت سے واقعات کے بارہ میں سننے اور دیکھنے کے بعد میری یہی نصیحت ہے کہ تم اپنے ملک اور اپنے معاشرے سے اور اپنی ہم زبان کسی احمدی لڑکی سے شادی کرلو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ زبان اور علاقہ کے اختلاف اور عادات وتقالید کے فرق کی وجہ سے میاں بیوی کے مابین ہم آہنگی کی فضا قائم نہیں ہوپاتی اور نتائج اچھے نہیں نکلتے۔ میں حضور انور کی بات سمجھ گیا اور فوراً سمعًا وطاعةً عرض کیا۔

میرے والد صاحب نے لندن جاتے وقت مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ حضور انور سے شادی کے بارہ میں راہنمائی لینا۔اب جب میں نے واپس آنے کے بعد والد صاحب کو حضور انور کی نصیحت کے بارہ میں بتایا تو والد صاحب نے کہا کہ امیر المومنین کے ارشاد کے بعد وہی ہوگا جو حضور انور نے فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم نے رشتہ کی تلاش شروع کردی اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک احمدی خاندان کی مخلص لڑکی کا رشتہ عطا فرمادیا اور حضور کے ارشاد کے محض چند ماہ کے بعد ہی میری شادی ہوگئی۔اس شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسی غیر معمولی تائید اور مدد فرمائی کہ مجھے نہ صرف اولاد کی نعمت سے نوازا بلکہ کام بھی مل گیا اور رزق ومال میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور میں آج تک بفضلہ تعالیٰ نہایت خوش ازدواجی زندگی گزار رہا ہوں۔

جلسہ سالانہ۔۔ایک عظیم روحانی اجتماع

ہجرت کے بعد جرمنی میں ہمارا بہت سے احمدیوں سے تعارف ہوا اور چند ایک اجتماعات میں بھی حاضر ہونے کا موقع ملا تاہم جلسہ سالانہ کا ہمیں بشدت انتظار تھا۔ اور پھر وہ وقت بھی آ گیا جب ہر رنگ وقوم کے افراد کالسروئے میں جمع ہوئے اور ہم بھی ان روحانی فضاؤں سے لطف اندوز ہونے وہاں جا پہنچے۔ یہ ایک عجیب احساس تھا کہ سب ایک امام کے پیچھے تھے۔ایک دل کی دھڑکن کے ساتھ تمام دل دھڑک رہے تھے۔اور پھر جلسہ کے آخری روز ہمیں بتایا گیا کہ عربوں کی حضور انور سے علیحدہ ملاقات ہے۔اس ملاقات کا بھی حال ہماری فیملی ملاقات سے کچھ مختلف نہ تھا کیونکہ میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے فصحاء کی زبان مناسب کلمات کی تلاش میں لڑکھڑا رہی تھی۔

لوگوں نے اپنے پیاروں کے سلام اور درخواست ہائے دعا حضور انور کی خدمت میں عرض کیں۔حضور انور نے سب کی باتیں تسلی سے سنیں اور نصائح سے نوازا۔ان نصائح میں سے ایک اہم نصیحت یہ بھی تھی کہ خود نمونہ بنیں اور اس معاشرہ میں نیک اثر کے ذریعہ تبلیغ کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

اگرہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو، اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے، اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہمیں ایک اصول بیان فرما دیا کہ یہ باتیں تم تبھی حاصل کر سکتے ہو جب تم اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلو اور اس اُسوہ کو دیکھنے کے لئے، سمجھنے کے لئے، اس پر عمل کرنے کے لئے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ذریعہ وہ سب باتیں بھی ہمیں پہنچا دیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل فرمایا کرتے تھے۔ یہ بات بھی سمجھنی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وہ کام کرنے والے اور بات کرنے والے تھے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سے قیام توحید، قیام عبادت، صدق وصفا، عاجزی وانکساری، جود وسخا، شکر گزاری، تعلیم اخلاق، تربیت اولاد اور پڑوسیوں سے حسن سلوک وغیرہ کے متعلق متفرق واقعات کا روح پرور تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی تاکیدی نصیحت۔

خدا کرے کہ ہم زبانی دعوے سے نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے حقیقی عمل کرنے والے اور آپ کی پیروی کرنے والے ہوں اور اپنی بخشش کے سامان کرنے والے ہوں۔

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 28 دسمبر 2016ء کو
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی ذرائع سے براہ راست اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(آل عمران:32)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تُو کہہ کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، میری پیروی کرو۔ اس صورت میں اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو، اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے، اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہمیں ایک اصول بیان فرما دیا کہ یہ باتیں تم تبھی حاصل کر سکتے ہو جب تم اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلو اور اس اُسوہ کو دیکھنے کے لئے، سمجھنے کے لئے، اس پر عمل کرنے کے لئے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ذریعہ وہ سب باتیں بھی ہمیں پہنچا دیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل فرمایا کرتے تھے۔ لیکن یہ بات بھی سمجھنی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وہ کام کرنے والے اور بات کرنے والے تھے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ پوچھنے پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور عمل کیا تھے؟ نہایت خوبصورت انداز میں تین الفاظ میں آپ کا اُسوہ بیان فرما دیا کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144 حدیث 25108 مسند عائشہؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) کہ آپ کے اخلاق اور اعمال وہی تھے جو قرآن کریم جیسی عظیم کتاب اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اور پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر مزید احسان کرتے ہوئے اپنے فرستادے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود کو بھیجا جنہوں نے ہمیں انبیاء کے مقام اور خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اسوۂ حسنہ کا مزید اِدراک دیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء وُرسل اور ائمہ کے آنے سے کیا غرض ہوتی ہے؟ وہ دنیا میں اس لیے نہیں آتے کہ ان کو اپنی پوجا کرانی ہوتی ہے۔ وہ تو ایک خدا کی عبادت قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسی مطلب کے لئے آتے ہیں اور اس واسطے کہ لوگ اُن کے کامل نمونہ پر عمل کریں اور اُن جیسے بننے کی کوشش کریں اور ایسی اتباع کریں کہ گویا وہی ہو جائیں۔ مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ ان کے آنے کے اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کو خدا سمجھ لیتے ہیں۔ اس سے وہ ائمہ اور رُسل خوش نہیں ہو سکتے کہ لوگ ان کی اس قدر عزت کرتے ہیں۔ کبھی نہیں۔ وہ اس کو کوئی خوشی کا باعث قرار نہیں دیتے۔ ان کی اصل خوشی اسی میں ہوتی ہے کہ لوگ ان کی اتباع کریں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں کہ سچے خدا کی عبادت کرو اور توحید پر قائم ہو جاؤ، اس پر قائم ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32) یعنی اے رسول ان کو کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس اتباع کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے گا۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کا طریق یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کی جاوے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام اور ایسا ہی اور جو خدا تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندے ہوتے ہیں وہ دنیا میں ایک نمونہ ہو کر آتے ہیں جو شخص اس نمونہ کے موافق چلنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن ان کو سجدہ کرنے اور حاجت روا ماننے کو تیار ہو جاتا ہے وہ کبھی خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر نہیں ہے بلکہ وہ دیکھ لے گا کہ مرنے کے بعد وہ امام اُس سے بیزار ہو گا۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 289-288۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس سب سے پہلی چیز جو انبیاء سکھاتے ہیں اور جس کے انتہائی مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فائز تھے وہ توحید کا قیام ہے اور یہی بات ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں میں پیدا فرمائی اور اس کے بھی اعلیٰ نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ملتے ہیں۔ صحابہ نے براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عبودیت کے مقام کو دیکھا اور توحید کے قیام کے لئے تڑپ کو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عبادت گزاری کے معیاروں کو دیکھا تو اس چیز نے ان میں بھی حقیقی توحید کی تڑپ پیدا کر دی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو ہم تک پہنچانے میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کا بھی کردار ہے بلکہ بہت بڑا کردار ہے بلکہ احسان ہے۔ چند ایک روایات پیش کرتا ہوں۔

ایک موقع پر ایک دفعہ حضرت عمرؓ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن لی اور فرمایا کہ سنو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپوں کی قسمیں کھانے سے منع کیا ہے۔ جسے قسم کھانے کی ضرورت ہے وہ اللہ کی قسم کھائے یا پھر چُپ رہے۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب من لم یر اکفار ... الخ حدیث 6108) پس اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی قِسم کی قَسم جائز نہیں۔ بعض لوگ بچوں کی قسم کھا جاتے ہیں، قریبیوں اور پیاروں کی قسم کھا جاتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے پیارے ہیں ان کی قسم کھائیں گے تو دوسرا یقین کر لے گا۔ لیکن مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ باتیں توحید سے دُور کرنے والی ہیں۔

ایک دفعہ ایک سوال کرنے والے کے اس سوال پر کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی اپنی غیرت کے لئے لڑتا ہے۔ کوئی اپنی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے۔ کوئی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے۔ ان میں سے جہاد کرنے والا کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور توحید کا قیام ہو حقیقت میں وہی خدا تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والا شمار ہو گا۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیاء حدیث 2810)

پس ہر عمل جو توحید کے قیام کے لئے ہے وہی ایسا عمل ہے جو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہے اور وہی ایسا عمل ہے جس کے قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

ایک مرتبہ جب مکہ کے سرداروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بات چیت کرنے کے لئے بلایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ شاید ان لوگوں کو کچھ خیال آ گیا ہے اور ان کا سیدھے راستے پر آنے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ آپ جلدی سے وہاں تشریف لے گئے تو ان سب سرداروں نے متفقہ طور پر یہ کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو گفتگو کرنے کے لئے بلایا ہے۔ ہم عرب میں سے کسی کو ایسا نہیں جانتے جس نے اپنی قوم کو اس قدر مشکل میں مبتلا کر دیا ہو جیسا کہ آپ نے مشکل میں ڈالا ہے۔ آپ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ہماری جماعت کے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ کوئی خرابی نہیں جو آپ کی وجہ سے پیدا نہ ہو گئی ہو۔ (یعنی ان کی نظر میں، دنیا داری کی نظر میں جو خرابی ہو سکتی تھی۔ اصل میں تو آپ دنیا کی اصلاح کے لئے آئے تھے تو کہنے لگے کہ) اگر آپ کا مقصد مال جمع کرنا ہے تو ہم اس قدر مال دیتے ہیں کہ قوم میں سے امیر کبیر شخص بن جائیں۔ اگر سردار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے غلط سمجھے۔ یہ باتیں تو نہ مجھ میں ہیں، نہ مَیں ظاہری عزت وشہرت چاہتا ہوں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں بشیر ونذیر بن کر خوشخبریاں بھی دوں اور ڈراؤں بھی۔ توحید کا قیام کروں۔ پس میں نے تمہیں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے اگر تم اسے قبول کرو تو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے اور اگر تم قبول نہ کرو تو تم اس وقت تک صبر کرو اور میں بھی صبر کرتا ہوں جب تک خدا تعالیٰ ہم میں فیصلہ نہ فرما دے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا اور کس طرح توحید کا قیام ہوا۔ (سیرت ابن ہشام باب قول عتبۃ بن ربیعۃ فی امر رسول اللہ صفحہ 220 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت کا ذکر فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’قرآن کریم کو پڑھ کر دیکھ لو۔ اَور تو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضورؐ کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی اور بار بار اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دنیا میں کوئی انسان نہیں جو ہر عیب سے ہر لحاظ سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ستّار ہے جو ہماری پردہ پوشی کرتی ہے۔ اگر انسان کی غلطیوں کی، کوتاہیوں کی، گناہوں کی پردہ دری ہونے لگے تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ جو ستّار العیوب ہے اور غفّار الذنوب ہے اس نے ہمیں یہ دعا بھی ہم پر احسان کرتے ہوئے سکھائی کہ تم جہاں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچنے کی کوشش کرو وہاں استغفار بھی کیا کرو تو مَیں تمہارے گناہوں کو بھی معاف کروں گا۔ تمہاری پردہ پوشی کروں گا۔ تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

عیب دیکھ کر بجائے اس عیب کو پھیلانے کے ہر ایک کو استغفار کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ہمارے اندر بھی جو بے شمار عیب ہیں وہ کہیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ اگر نیک نیت سے انسان دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنتا ہے۔

کبھی کسی بھی فرد کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ میری کمزوری کی فلاں عہدیدار کی وجہ سے پردہ دری ہوئی، تشہیر ہوئی، لوگوں کو پتا لگا۔
اگر یہ احساس پیدا ہو جائے تو پھر اس کا ردّعمل بہت زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جن کے سپرد یہ اصلاح کا کام ہے
وہ جہاں لوگوں کی پردہ دری کر کے معاشرے میں بگاڑ پیدا کر رہے ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لے رہے ہوتے ہیں۔

اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی صفت ستّاری سے فیض اٹھانا ہے تو خود بھی دوسروں کی ستّاری کی ضرورت ہے۔

معاشرے کی برائیوں کو دُور کرنے اور امن اور پیار اور محبت پھیلانے کے لئے ضروری ہے کہ برائیوں کی پردہ پوشی کی جائے اور خوبیوں کو ظاہر کیا جائے۔
خوبیوں کو ظاہر کرنے سے نیکیوں کی بھی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کا کردار یہی ہونا چاہئے کہ معاشرے میں نیکیاں پھیلائے۔
صرف زبان کے مزے اور عارضی بناوٹی خوشی کے لئے یا اس خوشی کا ماحول پیدا کرنے کے لئے دوسروں کی برائیوں کی تشہیر انتہائی بڑا گناہ ہے۔
مجلس میں ایک استہزاء کا رنگ پیدا کر کے لوگوں کا استہزاء کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے جس سے ہر احمدی کو بچنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک کسی کا احمدی ہونا اور آپ کی بیعت میں آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا ہے
اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا ہے تو پھر کسی دوسرے کا حق نہیں بنتا کہ اس کے ذاتی نقائص کو تلاش کر کے ان کو پھیلایا جائے۔
ٹوہ میں لگا جائے۔ تجسّس کیا جائے اور پھر وہ برائیاں پھیلائی جائیں یا لوگوں کے سامنے اس کے بارے میں بیزاری کا اظہار بھی کیا جائے۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے دوسروں کی کمزوریوں کی ٹوہ لگانے، تجسّس کرنے اور ان کی تشہیر کرنے کی بُری عادت سے بچنے اور ستّاری سے کام لینے اور استغفار کی طرف توجہ دینے کی تاکیدی نصائح

مکرم ملک سلیم لطیف صاحب ایڈووکیٹ۔ صدر جماعت ننکانہ صاحب (پاکستان) کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 31 مارچ 2017ء بمطابق 31 امان 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ۔

دنیا میں کوئی انسان نہیں جو ہر عیب سے ہر لحاظ سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ستّار ہے جو ہماری پردہ پوشی کرتی ہے۔ اگر انسان کی غلطیوں کی، کوتاہیوں کی، گناہوں کی پردہ دری ہونے لگے تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ جو ستّار العیوب ہے اور غفّار الذنوب ہے اس نے ہمیں یہ دعا بھی ہم پر احسان کرتے ہوئے سکھائی کہ تم جہاں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچنے کی کوشش کرو وہاں استغفار بھی کیا کرو تو مَیں تمہارے گناہوں کو بھی معاف کروں گا۔ تمہاری پردہ پوشی کروں گا۔ تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ ہر ایک کی بہت ساری باتوں کی عمومی پردہ پوشی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت خاص طور پر ان لوگوں کو بھی اپنی چادروں میں لپیٹتی ہے جو استغفار کرنے والے ہیں۔ غَفَر کا مطلب بھی چھپانا اور ڈھانکنا ہوتا ہے اور یہی مطلب کم و بیش سَتر کا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم کریم حلیم توّاب اور غفّار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔'' فرمایا کہ ''لیکن دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آ جاوے (یعنی قصور کرنے والا باز بھی آ جاوے) مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔'' پس دنیا والے اگر کوئی شخص گناہ اور کسی عیب کو چھوڑ بھی دے تب بھی اسے عیبی اور شک کی نظر سے دیکھنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''لیکن اللہ تعالیٰ کیسا کریم ہے کہ انسان ہزاروں عیب کر کے بھی رجوع کرتا ہے تو بخش دیتا ہے''۔ فرمایا ''دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے (جو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔) جو چشم پوشی

سے اس قدر کام لے‘‘۔ (یعنی سوائے نبیوں کے جو اس قدر چشم پوشی کرے جتنی خدا تعالیٰ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بعد نبی ہیں جو اتنا کر سکتے ہیں اور ان کے علاوہ کوئی نہیں کرتا) ’’بلکہ عام طور پر تو یہ حالت ہے جو سعدی نے کہا ہے ’’خدا داند و بپوشد و ہمسایہ نداند و بخروشد‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 178۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) کہ خدا تعالیٰ تو جانتے ہوئے بھی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن ہمسایہ تھوڑا سا علم ہو جائے تو اس کمزوری کی مشہوری کرنے لگ جاتا ہے‘‘۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سعدی کے شعر کے مصرعہ کا جو یہ حوالہ دیا ہے اس کی تشریح ایک جگہ اس طرح بھی فرمائی ہے کہ ’’خدا تعالیٰ کی ستّاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اس کی غلط کاریوں کو اس وقت تک جب تک کہ وہ اعتدال کی حد سے نہ گزر جاوے ڈھانپتا ہے۔ لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 300-299۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ فرماتے ہیں۔ ’’پس غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے‘‘۔ آپ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’اگر وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) مؤاخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اس کے غضب پر سبقت رکھتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 179۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اگر اس بات کو ہم سمجھ لیں اور اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں، اپنے سے واسطہ پڑنے والوں کے معاملات میں ہر وقت ٹوہ نہ لگاتے پھریں، تجسس نہ کریں، ان کی کمزوریوں کو تلاش نہ کرتے پھریں تو ایک پیار اور محبت کرنے والا اور پُرامن معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو پردہ پوشی کی بجائے دوسروں کے عیب ظاہر کرنے کی کوشش میں ہوتے ہیں۔ اور جب ان کے اپنے متعلق کوئی بات کر دے یا کسی ذریعہ سے ان کو یہ پتا چل جائے کہ فلاں شخص نے میرے متعلق اس طرح بات کی تھی تو سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ انتہائی غصہ میں آ کر مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ خود کسی دوسرے کے متعلق کہہ رہے ہوں تو اس وقت کہتے ہیں کہ یہ تو معمولی بات تھی ہم نے تو یونہی کہہ دی۔ ہمیں ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ جو اپنے لئے چاہتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے چاہو۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ مایحب لنفسہ حدیث 13)

پس اگر اپنے لئے پردہ پوشی پسند ہے تو دوسروں کے لئے بھی وہی احساسات ہونے چاہئیں اور یہی وہ سنہری اصول ہے جو معاشرے کے امن کے لئے بھی ضروری ہے۔

پس عیب دیکھ کر بجائے اس عیب کو پھیلانے کے ہر ایک کو استغفار کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ہمارے اندر بھی جو بے شمار عیب ہیں وہ کہیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ اگر نیک نیت سے انسان دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر خدا تعالیٰ مؤاخذہ پر آئے حساب کتاب لینے لگے تو سب کو تباہ کر دے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے اور ہر وقت استغفار کرتے رہنے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کے کسی عیب کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب کو ڈھانپ دے گا۔ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اسے ڈھانپ دے گا اور ستّاری فرمائے گا۔ اور جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ دری کرتا ہے۔ اس کی برائیاں کرتا ہے۔ اس کی برائی کو دیکھ کر لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیب اور ننگ کو اسی طرح ظاہر کرے گا کہ اس کے گھر میں اس کو رسوا کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب الستر علی المؤمن … الخ حدیث 2546)

پس یہ بڑا سخت انذار ہے۔ خوف کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ہمیشہ دوسروں کے عیب دیکھنے کی بجائے اپنے پر نظر رکھنی چاہئے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کر سکتے ہیں۔

لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہم کسی میں برائی دیکھ کر ظاہر نہیں کریں گے تو اصلاح کس طرح ہوگی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی کی کوئی برائی نظام جماعت کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن رہی ہے یا معاشرے کے ایک طبقہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے کر خراب کر رہی ہے تو پھر اصلاح کے لئے جو لوگ مقرر ہیں، امیر جماعت ہے، جماعت کے اندر صدر جماعت ہے، ان تک بات پہنچا دیں یا مجھے لکھ دیں تا کہ اصلاح کی طرف توجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ اس کی بنائی ہوئی جماعت کا نظام خراب ہو۔ وہ نہیں چاہتا کہ ایک انفرادی برائی معاشرے کی عام برائی بن جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ننگ ظاہر کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ’’جو اس بات پر قائم رہتے ہیں اور ضد کرتے ہیں کہ جو گناہ انہوں نے کیا ہے یا غلطیاں کی ہیں ان کو پھیلانا ہے اور ظاہر بھی کرنا ہے یا کرتے چلے جانا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کے گناہوں اور خطاؤں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے لیکن اپنی صفت کے باعث خطا کاریوں کو اس وقت تک جبتک کہ اعتدال کی حد سے نہ گزر جائے ڈھانپتا ہے۔ پس جب انسان خود ہی اپنے آپ کو ظاہر کر دے اور اعتدال کی حدوں سے باہر نکلنے لگے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کی صفت بھی کام کرتی ہے۔ اور پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس دنیا میں بھی پکڑتا ہے اور اگلے جہان کی بھی سزا ہے۔

لیکن کسی کی برائی دیکھ کر اس کی تشہیر کرنا اس کو پھیلانا بہرحال منع ہے کیونکہ اس سے برائیاں بجائے ختم ہونے کے پھیلتی ہیں۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تُو لوگوں کی کمزوریوں کے پیچھے پڑے گا تو انہیں بگاڑ دے گا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التجسس حدیث 4888)

کمزوریوں کے پیچھے پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جگہ جگہ بیان کرنا، تجسّس کر کے ان کی کمزوریوں کی تلاش کرنا۔ اگر انسان اس طرح کرے تو ان لوگوں کو بگاڑے گا اور معاشرے کے امن کو بھی خراب کرے گا اور پھر جب یہ باتیں جگہ جگہ لوگوں میں بیان کی جائیں تو پھر ایسے لوگ جن میں یہ برائیاں ہیں ان میں اصلاح کی بجائے ضد پیدا ہو جاتی ہے اور پھر ضد میں آ کر وہ دوسروں کو بھی اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے حلقے کو وسیع کرتے جاتے ہیں۔ حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ اور جب حجاب ختم ہو جائے تو اصلاح کا پہلو بھی ختم ہو جاتا ہے۔

پس یہاں مَیں ان لوگوں کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جن کے سپرد جماعتی کام بھی ہیں خاص طور پر اصلاح کرنے والا شعبہ کہ انتہائی احتیاط سے اور ہمدردی کے جذبات رکھتے ہوئے اصلاح کے کام کریں۔ کبھی کسی بھی فرد کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ میری کمزوری کی فلاں عہدیدار کی وجہ سے پردہ دری ہوئی، تشہیر ہوئی، لوگوں کو پتا لگا۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے تو پھر اس کا ردّ عمل بہت زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جن کے سپرد اصلاح کا یہ کام ہے وہ جہاں لوگوں کی پردہ دری کر کے معاشرے میں بگاڑ پیدا کر رہے ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لے رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تو تمہیں جماعتی خدمت کا موقع دیا تھا اس لئے کہ میری صفات کو زیادہ سے زیادہ اپناؤ۔ لیکن یہاں تو تم میری ستاری کی صفت سے الٹ چل کر بے چینیاں اور فساد پیدا کرنے کا موجب بن رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ستّاری کو کتنا پسند کرتا ہے اور ستّاری کرنے والے کو کس قدر نوازتا ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے یکا و تنہا چھوڑتا ہے۔ مسلمانوں کی یہ کس قدر بدقسمتی ہے کہ آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ مسلمان ہیں جو مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں اور کوئی نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر توجہ دے۔ بہرحال پھر آپ نے آگے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی تکلیف دُور کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مصائب میں سے اس کی ایک مصیبت کم کر دے گا اور جو کسی مسلمان کی ستّاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستاری فرمائے گا۔ (صحیح البخاری کتاب المظالم و الغضب باب لا یظلم المسلم المسلم و لا یسلمہ حدیث 2442)

پس اس رحیم اور کریم خدا کے رحم اور کرم کو جذب کرنے کے لئے ستاری اور پردہ پوشی انتہائی ضروری ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ایک موقع پر فرمایا کہ کوئی بندہ دوسرے بندے کی اس دنیا میں پردہ پوشی نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ و الآدب باب بشارۃ من ستر اللّٰہ تعالیٰ … الخ حدیث 6595) یعنی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرنے والے کو بغیر نوازے، بغیر اجر کے نہیں چھوڑتا۔ کسی نے اگر اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کی پردہ پوشی کی تو پھر وہ اس کے کھاتے میں لکھی گئی۔ اس کے حساب میں لکھی گئی کہ میرے بندے نے یہ نیک کام کیا اور قیامت کے دن پھر وہ اس کا اجر پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے چشم پوشی فرمائے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے پر اس حد تک مہربان ہے، اپنا سایہ رحمت اس قدر ڈالتا ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ بندے سے پوچھے گا کہ فلاں کام تُو نے کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں میرے رب میں نے کیا ہے یا کیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اس دنیا میں تیری کمزوریوں کی پردہ پوشی کی۔ دنیا کو پتا نہیں چلا کہ تُو نے غلط کام کئے۔ اب آج قیامت کے دن بھی میں تیری پردہ پوشی کرتا ہوں اور تجھے معاف کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری کتاب المظالم و الغضب باب قول اللّٰہ تعالیٰ الا لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین حدیث 2441)

تو اللہ تعالیٰ تو اس طرح بندے سے سلوک کرتا ہے۔ پس اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی صفت ستّاری سے فیض اٹھانا ہے تو خود بھی دوسروں کی ستاری کی ضرورت ہے۔ کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں برائیوں سے پاک ہوں اور دوسرے میں برائیاں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس نے ہماری

ستّاری کی ہوئی ہے۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا اور ہمیں اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ فرمایا کہ ’’اصل میں انسان کی خدا تعالیٰ پردہ پوشی کرتا ہے کیونکہ وہ ستّار ہے۔ بہت سے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ستّاری نے ہی نیک بنا رکھا ہے۔‘‘ (بہت سے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ستاری نے ہی نیک بنا رکھا ہے) ’’ورنہ اگر خدا تعالیٰ ستّاری نہ فرماوے تو پتا لگ جاوے کہ انسان میں کیا کیا گند پوشیدہ ہیں‘‘۔

پس یہ ہے وہ بات جسے ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں انسان استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر میں لپٹنے کی کوشش کرے، اس سے مغفرت مانگے وہاں اپنے پر نظر رکھتے ہوئے دوسروں کی کمزوریوں سے بھی صَرفِ نظر کرے۔ اپنے گریبان میں دیکھے اور دوسروں کی کمزوریوں کو باہر نکالنے کی کوشش نہ کرے بلکہ پہلے اپنا جائزہ لے کہ میں کیا ہوں اور ہمیشہ یہ سوچے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے میری پردہ پوشی فرمائی ہے اسی طرح میں نے دوسروں کی پردہ پوشی کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ: ’’انسان کے ایمان کا بھی کمال یہی ہے کہ تخلّق باخلاق اللہ کرے۔ یعنی جو جو اخلاق فاضلہ خدا (تعالیٰ) میں ہیں اور صفات ہیں ان کی حتی المقدور اتباع کرے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔‘‘ فرمایا کہ ’’مثلاً خدا تعالیٰ میں عفو ہے انسان بھی عفو کرے۔‘‘ دوسروں کو معاف کرنے کی عادت ڈالے۔ ’’رحم ہے۔ حلم ہے۔ کرم ہے۔ انسان بھی رحم کرے، حلم کرے، لوگوں سے کرم کرے۔‘‘ فرمایا ’’خدا تعالیٰ ستّار ہے انسان کو بھی ستّاری کی شان سے حصہ لینا چاہئے اور اپنے بھائیوں کے عیوب اور معاصی کی پردہ پوشی کرنی چاہئے۔‘‘ (عیبوں اور گناہوں کی پردہ پوشی کرنی چاہئے۔) فرمایا کہ ’’بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی کی کوئی بدی یا نقص دیکھتے ہیں جب تک اس کی اچھی طرح تشہیر نہ کر لیں‘‘ (اسے پھیلا نہ دیں) ’’ان کو کھانا ہضم نہیں ہوتا‘‘۔ فرمایا ’’حدیث میں آیا ہے جو اپنے بھائی کے عیب چھپاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ انسان کو چاہئے شوخ نہ ہو۔ بے حیائی نہ کرے۔ مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 340-339۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی کی کمزوریوں کا ذکر ہوا (کہ فلاں شخص میں یہ کمزوری ہے) تو آپ نے اس (بات کو سن کر) بات کرنے والے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس کے نقائص تو (تم) نے بیان کر دیئے۔ (بڑے جوش سے اس کے نقص بیان کر رہے ہو، اس کی کمزوریاں تو (تم نے) گِنوا دیں۔ اچھا ہوتا اگر اس کی خوبیوں کا بھی ذکر کیا ہوتا۔‘‘ (ماخوذ از ذکر حبیب صفحہ 57)

آخر اس میں کچھ خوبیاں بھی تو ہوں گی ان کا بھی تو ذکر کرتے۔ پس معاشرے کی برائیوں کو دُور کرنے اور امن اور پیار اور محبت پھیلانے کے لئے ضروری ہے کہ برائیوں کی پردہ پوشی کی جائے اور خوبیوں کو ظاہر کیا جائے۔ خوبیوں کو ظاہر کرنے سے نیکیوں کی بھی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کا کردار یہی ہونا چاہئے کہ معاشرے میں نیکیاں پھیلائے۔ صرف زبان کے مزے اور عارضی بناوٹی خوشی کے لئے یا اس خوشی کا ماحول پیدا کرنے کے لئے دوسروں کی برائیوں کی تشہیر انتہائی بڑا گناہ ہے۔ مجلس میں ایک استہزاء کا رنگ پیدا کر کے لوگوں کا استہزاء کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے جس سے ہر احمدی کو بچنا چاہئے۔ ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر یہ عہد بیعت کیا کہ کسی طرح سے بنی نوع انسان کو تکلیف نہیں دینی، نہ ہاتھ سے، نہ زبان سے تو اس کی پابندی کرنی ضروری ہے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام جلد 3 صفحہ 564)

زبان کے زخم بڑی دیر تک رہتے ہیں۔ لوگوں کا استہزاء، ان کی پردہ دری کے اثرات بعض دفعہ ہمیشہ رہتے ہیں۔ پس ہمیں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور اپنے بھائی کے لئے سچی ہمدردی اور خیر خواہی ہمارے دل میں ہونی چاہئے اور سچی ہمدردی اور خیر خواہی کا اظہار تبھی ہو سکتا ہے جب اپنے بھائیوں کی کمزوریوں پر پردہ ڈالا جائے۔ ان کی باتوں کی پردہ دری نہ کبھی مذاق میں کی جائے نہ سنجیدگی سے کی جائے۔ ہاں کسی کی کمزوری دیکھ کر سچی ہمدردی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے تا کہ وہ برائی یا کمزوری اس شخص میں سے ختم ہو جائے اور اگر اس برائی کا ماحول پر اثر قائم ہو سکتا ہے یا بداثرات پڑ سکتے ہیں تو پھر ماحول کو بھی بچایا جا سکے اور یہی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلے میں ہم میں کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔‘‘ (خاموشی سے علیحدہ ہو کر اسے نصیحت کرو۔) ’’اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے۔‘‘ (نصیحت کرو مان لے تو ٹھیک۔ نہیں مانتا تو اس کے لئے دعا کرو۔) ’’اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو۔‘‘ (نہ نصیحت سے فائدہ ہوا نہ دعا سے فائدہ ہوا تو پھر کیا کرنا ہے۔ فرمایا کہ پھر اسے ’’قضاء و قدر کا معاملہ سمجھے‘‘۔ (یہ سمجھو بس یہی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔) ’’جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سر دست جوش نہ دکھلایا جاوے‘‘۔ (اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا، اسے توفیق دی کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا، جماعت میں شامل کیا، اس برائی کی وجہ سے اس کی جتنی بدنامی تمہارے خیال میں ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہو رہی اور کسی رنگ میں اس کی پردہ پوشی ہو رہی ہے۔ صرف تمہیں ہی اس کا علم ہوا ہے تو پھر تمہیں بھی جوش دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خاموشی سے بیٹھے رہو۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی اصلاح کا کوئی ذریعہ پیدا کر دے گا۔) فرمایا کہ ’’ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے‘‘۔ وہ کسی وقت درست ہو جائے گا۔ پس اس سے پتا لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک کسی کا احمدی ہونا اور آپ کی بیعت میں آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا ہے تو پھر کسی دوسرے کا حق نہیں بنتا کہ اس کے ذاتی نقائص کو تلاش کر کے ان کو پھیلایا جائے۔ ٹوہ میں لگا جائے۔ تجسس کیا جائے اور پھر وہ برائیاں پھیلائی جائیں یا اس کے بارے میں لوگوں کے سامنے بیزاری کا اظہار بھی کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ممکن ہے وہ درست ہو جائے۔ آپ ایک جگہ بلکہ اسی تسلسل میں فرماتے ہیں کہ: ’’قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے‘‘۔ (بڑے بڑے قطب اور ابدال جو ہیں ان سے بھی عیب ہو جاتے ہیں۔) فرمایا کہ ’’بلکہ لکھا ہے اَلْقُطْبُ قَدْ یَزْنِیْ کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے‘‘۔ (جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں۔) ’’کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے۔‘‘ (جس طرح بچے کے لئے کوشش کرتے ہو اسی طرح اپنے بھائیوں کے عیبوں کو دور کرنے کے لئے بھی کوشش کرو۔ کوشش بھی اور دعا بھی) ’’بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے‘‘۔ فرمایا ’’قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ (البلد:18) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’مَرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔‘‘ فرمایا ’’دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اُس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو‘‘۔ (بیان کرنے سے یہ بھی مراد نہیں کہ عیب بیان کرنا چاہئے۔ اس کی تشہیر کی اجازت مل گئی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اصلاح کرنے والوں کو بھی اگر شکایت کرنی ہے تو پہلے اپنی کوشش اور دعا کر لو پھر شکایت کرو) آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’....... ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو۔‘‘ (اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ عیب دیکھو اور اس کے حامی بن جاؤ کہ بڑا اچھا کیا۔ اس میں عیب، نقص ہے اور کمزوریاں ہیں تو بہت اچھا ہے۔ اس کا حامی نہیں بننا۔) ’’بلکہ یہ کہ (اس کی) اشاعت اور غیبت نہ کرو‘‘۔ (اس عیب کو دیکھ کر نہ پھیلاؤ۔ نہ لوگوں کے سامنے بتاؤ، نہ پیچھے بتاؤ۔) ’’کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آ گیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق اور معارف بیان کیا کرتا تھا۔‘‘ (بڑا لائق تھا۔ اس کو علم و فضل حاصل تھا۔ بڑے حقائق اور معارف بیان کیا کرتا تھا) ’’دوسرا جلا بھنا کرتا تھا۔‘‘ (اس میں اتنی لیاقت نہیں تھی۔ وہ اس پر جلتا بھنتا رہتا تھا یعنی ایک شاگرد تو بڑا ہوشیار تھا دوسرا کم ہوشیار اور جو کم تھا جیسا کہ میں نے کہا وہ ہوشیار کے علم پر جلتا کڑھتا رہتا تھا۔) ’’آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب مَیں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ (اس پر) شیخ (سعدی) نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا۔‘‘ (ایک تو حسد کر کے دوزخ کے رستے پر چل پڑا) ’’اور تُو نے غیبت کی‘‘۔ اب یہ بھی کوئی نیکی کی بات نہیں جو تو مجھے بتا رہا ہے۔ غیبت کر کے تم بھی دوزخ کے رستے کی طرف چل پڑے۔ پس دونوں ہی گنہگار ہیں۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کو بیان فرما کر فرماتے ہیں کہ ’’.... یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستّاری اور مرحمۃ آپس میں نہ ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 79-78۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ایک طرف تو ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ دوسری طرف ہم اگر دنیا دار معاشرے کے زیر اثر آ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور احکامات کو اپنے پر لاگو کرنے کی کوشش نہیں کر رہے تو ہم اپنے عہد کو پورا نہ کر کے گنہگار ہو رہے ہیں۔ ہم وہ نہیں بن رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں کیا دیکھنا چاہتے ہیں؟ یہی کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم پیدا کریں۔ ایک دوسرے کے لئے دعا کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کی ستّاری کرنے والے ہوں۔

ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ: ’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں۔ لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دُور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 78-77۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور جب ہم اس طرح ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور بجائے ایک دوسرے کے عیب نکالنے اور دوسروں کی پردہ دری کرنے کے ایک دوسرے کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو تبھی ہم وہ حقیقی جماعت بن سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنانا چاہتے ہیں اور یہی ایک حقیقی مسلمان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق حالت ہونی چاہئے اور یہی حالت ہے جو ہماری بخشش اور مغفرت اور ستاری کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عافیت میں آنے اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ایک دعا بھی سکھائی ہے جسے ہمیں کرتے رہنا چاہئے۔ دعا یہ ہے کہ: ’’اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا طلبگار ہوں۔ مولیٰ! میں تجھ سے دین و دنیا، مال اور گھر بار میں عفو اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ میری کمزوریاں ڈھانپ دے اور مجھے میرے خوفوں سے امن دے۔ اے اللہ! آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر سے خود میری حفاظت فرما اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نیچے سے کسی مخفی مصیبت کا شکار ہوں‘‘۔ (سنن ابوداؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح حدیث 5074)

پس جب یہ دعا ہم اپنے لئے کریں تو دوسروں کے لئے بھی ایسے ہی جذبات رکھنے والے ہوں اور جب یہ حالت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پھر دعائیں قبول بھی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اس کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم ملک سلیم لطیف صاحب ایڈووکیٹ۔ صدر جماعت ننکانہ صاحب (پاکستان) کا ہے۔ یہ مکرم ملک محمد شفیع صاحب کے بیٹے تھے۔ 70 سال ان کی عمر تھی۔ کل 30؍ مارچ 2017ء صبح تقریباً 9 بجے گھر سے اپنے بیٹے کے ہمراہ کچہری جاتے ہوئے راستہ میں ایک معاند احمدیت نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ شہید مرحوم کے والد مکرم محمد شفیع صاحب کے دو ماموں حضرت حافظ نبی بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت جمال دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا تھا۔ ان کا تعلق چک سعد اللہ نزد قادیان سے تھا۔ شہید مرحوم کے والد صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ پارٹیشن سے قبل ہی ننکانہ صاحب آ کر آباد ہو گئے۔ شہید مرحوم 1948ء میں ننکانہ صاحب میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ننکانہ صاحب میں حاصل کی اور لاہور سے ایل۔ ایل۔ بی کرنے کے بعد 1967ء سے بحیثیت وکیل پریکٹس کا آغاز کیا۔ وقوعہ کے مطابق شہید مرحوم اپنے بیٹے محمد فرحان ایڈووکیٹ کے ہمراہ صبح 9 بجے کورٹ جانے کے لئے موٹر سائیکل پر روانہ ہوئے۔ ان کا بیٹا موٹر سائیکل چلا رہا تھا۔ وہاں ایک چوک بازار بیری والا ہے اس کے قریب جب یہ پہنچے تو ایک شخص نے ان کو رکنے کا اشارہ کیا۔ موڑ کی وجہ سے موٹر سائیکل پہلے ہی نسبتاً آہستہ تھی۔ اسی دوران مذکورہ شخص نے اپنی بندوق سے فائر کیا جو شہید مرحوم کے دائیں جانب پسلی میں لگا اور دوبارہ لوڈ کر کے پھر پُشت پر فائر کیا۔ شہید مرحوم موٹر سائیکل سے گر گئے۔ اس دوران حملہ آور نے بیٹے پر بھی فائر کیا جو بیٹے کو نہ لگا۔ اس کے بعد بھی مسلسل فائرنگ کی کوشش کرتا رہا۔ ان کا بیٹا جو وہاں موجود تھا وہ تو اونچی آواز میں کلمہ پڑھتا رہا لیکن لوگ جو قریب کھڑے تھے ان میں سے کسی نے آگے بڑھ کے روکنے کی کوشش نہیں کی تماشا دیکھتے رہے کیونکہ دوبارہ اس سے پھر گن لوڈ نہیں ہوئی اور فائر نہیں ہوئے تو اس پر حملہ آور فرار ہو گیا۔ لیکن اسی دوران میں زخمی حالت میں شہید مرحوم شہید ہو چکے تھے۔ شہید کے والد صاحب پارٹیشن کے وقت تحصیلدار کے ریڈر تھے جس کی بناء پر شہید مرحوم کے والد نے پارٹیشن کے بعد متعدد احمدی خاندانوں کو ننکانہ میں آباد کیا۔ ان کی بڑی مدد کی۔ ننکانہ کا ایک علاقہ احمدیوں سے آباد کیا جس کا نام کوچہ احمدیہ رکھا ہوا تھا۔ بہرحال بعد میں 1974ء میں جب جماعت کے خلاف وہاں قانون پاس ہوا تو مخالفین کے دباؤ پر اس کوچہ احمدیہ کا نام تبدیل کر کے پھر قذافی سٹریٹ رکھ دیا گیا۔ شہید مرحوم کو 1977ء سے تا دم شہادت سوائے تین سال کے بحیثیت صدر جماعت ننکانہ صاحب خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم بیشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ ملنساری اور مہمان نوازی اور خصوصاً مرکزی مہمانوں کی خدمت کے علاوہ غریبوں سے ہمدردی کا وصف نمایاں تھا۔ ہمیشہ ہر ایک کی مدد کو تیار رہتے۔ نمازوں کے پابند اور خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ نڈر اور دلیر انسان تھے۔ احباب جماعت کے ہمراہ انہیں بھی شدید مخالفانہ حالات کا سامنا رہا۔ 1989ء میں بیشتر احمدی گھرانوں کو مخالفین نے جلا دیا اور لوٹ لیا جس میں شہید مرحوم کا گھر بھی شامل تھا۔ ان تمام مخالفانہ حالات کے باوجود آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے اور مخالفین کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ 2010ء میں مقامی احمدیہ مسجد کی تعمیر میں ان کو بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ شہید مرحوم کی اہلیہ محترمہ کو بھی لمبا عرصہ صدر لجنہ کی توفیق ملی۔ چند سال پہلے ان کی وفات ہو گئی تھی۔ شہید مرحوم کے سسر ملک محمد دین صاحب مرحوم تھے جو معروف جماعتی مقدمہ ساہیوال میں نامزد تھے اور اسیری کے دوران ہی جیل میں وفات پا گئے تھے۔ شہید مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے ملک محمد اویس جو سول جج لاہور ہیں اور محمد فرحان ایڈووکیٹ ہیں۔ یہ اس وقت وہاں خدام الاحمدیہ کے قائد بھی ہیں اور ایک بیٹی ڈاکٹر ثمرہ وقار صاحبہ ہیں جو لاہور میں ہیں۔ اور ان کے تین بھائی ہیں اور تین بہنیں ہیں۔ ایک بھائی ملک محمد نسیم صاحب یہیں لندن میں ہیں۔ شہید مرحوم کے والد صاحب اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی والدہ کی آپس میں رشتہ داری بھی تھی۔ شہید مرحوم اور ان کی فیملی کی خواہش کے پیشِ نظر ان کے آبائی علاقہ ساہیوال میں ان کی تدفین عمل میں آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلائے۔ نیکیوں میں آگے بڑھتا چلا جائے اور مخالفین احمدیت اور دشمنان کے بھی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔

بقیہ: نمازِ جنازہ حاضر و غائب از صفحہ 2

نہیں دکھائی۔ تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ ایک مرتبہ چیف جسٹس آزاد کشمیر کے ساتھ بھی بحث کا موقعہ ملا اور انہیں لاجواب کر دیا۔ آپ کی تبلیغ سے کچھ لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق بھی ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، ملنسار بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے اپنی ذاتی زمین کا ایک حصہ جماعت کے لئے وقف کیا تھا جس پر مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ تھا۔ اب آپ کی اولاد نے آپ کی اس خواہش کو پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نمازِ جنازہ غائب:

(1) مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب جنجوعہ مرحوم۔ ربوہ) 29 نومبر 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بابا محمد بوٹے خان صاحب مؤذن منارۃ المسیح قادیان کی بھتیجی تھیں۔ آپ کے والد مکرم چوہدری حاکم علی صاحب 1974ء میں مخالفین کی فائرنگ سے زخمی ہوئے تھے۔ آپ کا تعلق مالو کے ضلع سیالکوٹ سے تھا جہاں آپ نے بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ قیام کے دوران آپ دارالعلوم حلقہ مسرور میں سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر خدمت بجالاتی رہیں۔ بہت مہمان نواز اور انتہائی صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں۔

(2) مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ۔ جرمنی (اہلیہ مکرم میر عبدالرحیم صاحب) 28 ستمبر 2016ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ توحید اور دین کی غیرت رکھنے والی، غریبوں کی ہمدرد، قرآن کریم کی تلاوت اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ کرنے والی، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھا۔ 1974ء کی مخالفت کے دوران بچوں کو ربوہ لے کر گئیں اور غربت کے باوجود اپنے بچوں کو وقف کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے 2 بیٹے مکرم عبدالرشید تبسم صاحب مرحوم مربی سلسلہ اور میر عبدالباسط صاحب (نائب ناظر دعوت الی اللہ) کے علاوہ ایک داماد مکرم مسعود سلیمان صاحب بھی مربی سلسلہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

نظارت نشر و اشاعت قادیان کی طرف سے شائع شدہ نئی کتب

Anwar-e-Khilafat

by Hadhrat Khalifatul Masih 2nd[ra]

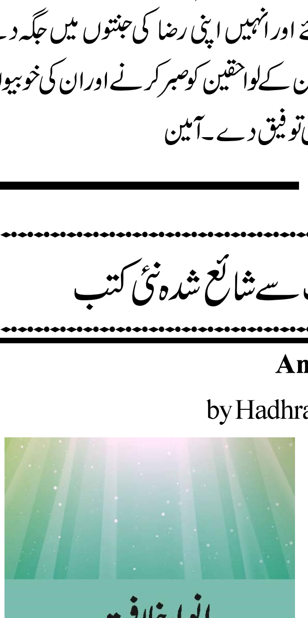

P.B, Pages-128, Code-U-209

یہ کتاب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اُن تقاریر پر مشتمل ہے جو آپؓ نے مورخہ 27–28 اور 30 دسمبر 1915ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر بیان فرمائیں۔ ان تقاریر میں آپؓ نے خلافت کی اہمیت و برکات بیان فرماتے ہوئے خلافت سے متعلق ہونے والے اعتراضات کے مدلل جوابات بیان فرمائے ہیں۔ خلافت کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کی برکات سے متمتع ہونے کے لحاظ سے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری اور مفید ہے۔

جماعتِ احمدیہ برطانیہ کی چودہویں سالانہ امن کانفرنس (25 مارچ 2017ء) کا کامیاب انعقاد

پیس کانفرنس کی تقریب میں ممبرانِ پارلیمنٹ، وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفارتکار، سرکاری عہدیداران، میئرز و دیگر معززین کی شرکت۔

30 ممالک کے ایک ہزار سے زائد افراد پیس کانفرنس میں شامل ہوئے۔ پریس، میڈیا کے ساتھ حضورانور ایدہ اللہ کی پریس کانفرنس۔

ویٹیکن میں پونٹیفیکل کاؤنسل فار انٹر ریلیجس ڈائیلاگ کی جانب سے کانفرنس کے لئے خصوصی پیغام، اٹلی سے ایگزیکٹوڈائریکٹر آف ریلیجن فار پیس کا ایڈریس۔

وزیراعظم برطانیہ محترمہ Theresa May کا پیغام۔ جماعت احمدیہ کی امن کے فروغ کے لئے مساعی پر خراجِ تحسین اور نیک خواہشات کا اظہار۔

جاپانی نژاد خاتون محترمہ Setsuko Thurlow کو ان کی نیوکلیئر ہتھیاروں کو ختم کرنے اور انسانی ہمدردی کے لئے مساعی پر 'احمدیہ مسلم پیس پرائز' دیا گیا۔

❁ ...... لندن میں دہشتگردی کے واقعہ پر مذمّت اور متأثرین سے اظہارِ تعزیت۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کی طرف سے مَیں یہ بات قطعی طور پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایسی تمام دہشتگرد کارروائیوں کی مذمّت کرتے ہیں اور تہِ دل سے ان مظلوموں سے ہمدردی کرتے ہیں جو اس سفّاکی کا شکار ہوئے۔ دنیا کے ہر حصہ میں جماعت احمدیہ مسلمہ امن کو فروغ دیتی ہے اور اسلام کی تعلیم کے مطابق ہم اِن سفّاکیوں کے خلاف آواز اُٹھاتے ہیں۔ یہ سالانہ امن کانفرنس بھی اس کوشش کا ایک اہم حصّہ ہے۔ ......

❁ ...... مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بعض مسلمان گروہوں اور بعض مسلمانوں نے انفرادی طور پر اپنی مساجد اور مدرَسوں کو دہشتگردی کے مراکز بنا لیا ہے جن سے نفرت انگیزی کی تبلیغ کی جاتی ہے اور دوسروں کو دہشتگرد کارروائیوں کے لئے انگیخت کیا جاتا ہے۔ ...... ❁ ...... اسلام وہ مذہب ہے جس نے ہمیشہ کے لئے ایمان و عقائد کی آزادی کے عالمگیر اصول قائم کئے ہیں۔ ...... ❁ ...... تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ہر ذرّہ امن اور صلح چاہتا تھا۔ ...... ❁ ...... آج بعض مسلمان ممالک جنگوں اور ظلم و ستم کا مرکز ہیں۔ لیکن یہ کہنا بھی درست نہیں کہ دنیا کے باقی ممالک فساد سے محفوظ ہیں۔ ...... ❁ ...... ہر ملک کا اوّلین فرض اپنے لوگوں کی بھلائی ہونا چاہئے لیکن افسوسناک سچائی تو یہ ہے کہ تجارت میں نفع اور مال و دولت کے حصول کو لوگوں کی بھلائی پر ترجیح دی جاتی ہے۔

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت

اور اسلام کی خوبصورت اور بے مثال تعلیم کے مطابق دنیا میں قیامِ امن کے بارہ میں بصیرت افروز خطاب)

(رپورٹ: فرّخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام 25؍ مارچ 2017ء کی شام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح میں چودہویں سالانہ امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب میں سیکرٹریانِ سٹیٹ، ممبرانِ پارلیمنٹ، وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفارتکار، جرنلسٹس، مختلف شعبہ ہائے تعلیم کے ماہرین اور مفکرین، سرکاری عہدیداران، میئرز و مختلف مذاہب، چیریٹیز اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احمدی، غیر احمدی و غیر مسلم معزز خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ مسجد تشریف لانے والے مہمان آمد پر رجسٹریشن کے بعد کانفرنس ہال میں تشریف لاتے۔ اس موقع پر بعض مہمانوں کو مسجد بیت الفتوح کے مختلف حصوں کا تعارفی دورہ بھی کروایا گیا۔

امسال 30 ممالک سے تعلق رکھنے والے 1000 سے زائد لوگوں نے امن کانفرنس میں شرکت کی جن میں 600 سے زائد غیر احمدی مہمان شامل تھے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طاہر ہال مسجد بیت الفتوح میں باقاعدہ تقریب سے قبل ایک پریس کانفرنس میں میڈیا کے نمائندگان کے سوالوں کے جواب دیئے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہال میں تشریف آوری کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم فرید احمد صاحب سیکرٹری امورِ خارجہ جماعت احمدیہ انگلستان نے اس تقریب میں ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ طیّب احمد طاہر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ یوکے نے سورۃ النساء کی آیت 136 کی تلاوت کی جس کا انگریزی ترجمہ عطاء الفاطر طاہر صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ انگلستان نے پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے ایک مختصر تعارفی تقریر میں تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ امسال امن کانفرنس کا مرکزی موضوع "Global conflicts and the need for Justice" ہے (عالمی تنازعات اور انصاف کی ضرورت)۔ گزشتہ سال سے دنیا کے حالات مزید کشیدہ ہوگئے ہیں جو دنیا کے استحکام کو ختم کر رہے ہیں۔

آپ نے اس موقع پر Westminster میں حالیہ ظالمانہ واقعہ کی مذمّت کی اور اس موقع پر تمام متأثرین کی جلد صحتیابی کے لئے دعائیہ کلمات کہے۔ آپ نے یوکے کی پولیس کا بھی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے صفِّ اوّل میں کھڑے ہو کر دہشتگردی کے خاتمہ کے لئے اپنا کردار ادا کیا اور خاص طور پر PC Keith Palmer کو سراہا جنہوں نے جمہوریت کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جان دے دی۔

امیر صاحب نے بتایا کہ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر امن عالم کو قائم کرنے کے لئے ہر آن کوشاں رہے گی کیونکہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جنہیں ہم مسیح موعود و مہدیٔ معہود مانتے ہیں ایک خاص مشن کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپؑ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مبعوث ہوئے اور آپ نے ہم پر اسلام کی اصل تعلیمات کو دوبارہ اجاگر کر کے بتایا کہ اسلام میں تشدد پسند جہاد کی کوئی جگہ نہیں۔ آپؑ اس لئے مبعوث ہوئے تا کہ بنی نوع انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق دوبارہ قائم ہو جائے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ اب مستحکم ہو چکی ہے اور 207 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ تمام عالمی کام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی سے چل رہے ہیں۔ حضور انور نے دنیا کے مختلف ممالک کی پارلیمنٹ میں خطاب کئے ہیں اور حال میں ہی کینیڈا کی پارلیمنٹ میں خطاب کیا ہے۔ حضور انور امن کو پھیلانے کے مشن کو بے نفس ہو کر آگے بڑھا رہے ہیں۔ اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے خدا تعالیٰ پر کامل یقین رکھتے ہوئے کہ وہ شفیق اور مہربان ہے انتھک محنت کر رہے ہیں۔

اس کے بعد Father David Standley نمائندہ Catholic Archbishop of Southwark نے Vatican میں پونٹیفیکل کاؤنسل فار جسٹس اینڈ پیس (Pontifical Council for Inter Religious Dialogue) کی جانب سے پیغام پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو موجودہ سنگین حالات میں امن کانفرنس کے انعقاد کی مبارکباد دی۔

بعد ازاں اٹلی سے تشریف لانے والے Silvio Danio صاحب Executive Director of Religions for Peace نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: 'میں حضور کا ایک خاص انداز میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ حضور کی دنیا کے کئی ممالک میں کی گئی باتوں کو سننے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور نہ صرف ایک ایسی ثقافت کو فروغ دے رہے ہیں جس میں باہمی مکالمہ کی اشد ضرورت ہے

بلکہ حضور اس میں ایک چیمپیئن اور دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔‘

اس کے بعد مکرم فرید احمد صاحب سیکرٹری امورِ خارجہ جماعت احمدیہ انگلستان نے برطانیہ کی وزیر اعظم محترمہ Theresa May کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔ Theresa May نے اپنے پیغام میں لکھا: ’مجھے خوشی ہے کہ میں جماعت احمدیہ کی منعقدہ امن کانفرنس 2017ء کے تمام شاملین سے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرسکتی ہوں۔

یہ امن کانفرنس سالانہ یاددہانی کے طور پر ہے کہ آپ کی جماعت دنیا بھر میں امن کو فروغ دینے کے لئے پُرعزم ہے جس کی عکاسی امسال آپ کے مرکزی موضوع سے بھی ہوتی ہے یعنی Global conflicts and the need for Justice (یعنی عالمی تنازعات اور انصاف کی ضرورت)۔

مَیں برطانیہ کے احمدی مسلمانوں کی اپنے ملک کے لئے اہم کاوشوں کو سراہتی ہوں اور داد دیتی ہوں کہ آپ معاشرے میں انصاف اور رواداری پھیلانے کا اچھا کام کررہے ہیں۔

مَیں امید کرتی ہوں کہ آپ کی یہ شام پُرلطف گزرے۔‘

اس کے بعد مکرم فرید احمد صاحب سیکرٹری امورِ خارجہ جماعت احمدیہ انگلستان نے ذکر کیا کہ King of Spain کی طرف سے بھی پیغام موصول ہوا ہے اور انہوں نے امید کی ہے کہ یہ امن کانفرنس کامیاب رہے گی۔

اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے نے امن انعام کا اعلان کیا جسے Ahmadiyya Muslim Peace Prize کہا جاتا ہے جس کا آغاز جماعت احمدیہ یوکے نے 2009ء میں امن کو فروغ دینے کے لئے کیا۔ امیر صاحب نے کہا کہ امسال مکرمہ Setsuko Thurlow صاحبہ کو یہ انعام دیا جائے گا۔ آپ کی پیدائش جاپان کی ہے۔ آپ Hiroshima پر ایٹمی بم گرائے جانے کے بعد بچ گئی تھیں اور اَب Nuclear ہتھیاروں کو ختم کرنے کے لئے کام کر رہی ہیں۔ آپ 13 سال کی تھیں جب Hiroshima پر اگست 1945ء میں Atomic Bomb گرایا گیا۔ اس کے بعد کے حالات و تجربات نے آپ کی زندگی بدل دی۔ بذات خود Atomic Bomb کے نتائج یعنی موت، انتہائی تکالیف اور تباہی کو دیکھ کر آپ نے اپنی زندگی Nuclear ہتھیاروں کو ختم کرنے کے لئے وقف کر دی۔ آپ نے Nuclear جنگوں کے نتیجہ میں انسانی ہمدردی اور انسانی خدمت کے پہلو کو خاص طور اجاگر کیا ہے اور Nuclear کے موضوع سے متعلق خاموشی کو ختم کرنے کی بالخصوص کوشش کی۔ اور Nuclear کے خلاف کئی مہمات جاری کیں۔ آپ اب کینیڈا میں رہتی ہیں اور وہاں کی نیشنل ہیں۔ کینیڈا اور جاپان دونوں نے آپ کے کام کو سراہا ہے اور آپ کو The order of Canada Medal بھی ملا ہے جو کینیڈا کے شہری کے لئے سب سے بڑا انعام ہے۔ آپ کو جاپانی حکومت کی طرف سے Nuclear ہتھیاروں کو ختم کرنے کے لئے خاص نمائندہ بنایا گیا ہے۔ آپ نے یونائٹڈ نیشن کی جنرل اسمبلی کی فرسٹ کمیٹی سے بھی خطاب کیا ہے۔ ایک ایسی دنیا میں جہاں تنازعات بڑھ رہے ہیں اور دنیا ایٹمی جنگ کے بہت قریب آرہی ہے آپ کی زندگی بھر کی کوششیں

بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہوچکی ہیں جن سے لوگوں کو ایٹمی جنگ کے نتائج سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ ہم آپ کی کوششوں پر بہت فخر محسوس کررہے ہیں اور انہیں امن انعام دیتے ہوئے فخر محسوس کررہے ہیں۔ آپ خاص طور پر کینیڈا سے اس کانفرنس کے لئے تشریف لائی ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوفہ کو امن انعام عطا کیا۔ اور موصوفہ نے مختصر خطاب کیا۔ موصوفہ نے کہا: مَیں نے جب آپ کی جماعت کی تاریخ، آپ کے مشن اور آپ کے کاموں سے آگاہی حاصل کی تو مجھے درد کے ساتھ معلوم ہوا کہ آپ کو مذہبی ناروا امتیازی سلوک اور مخالفت سہنی پڑ رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے غیر متشددانہ یعنی امن اور انصاف کی راہ اختیار کرنے کا انتخاب کیا۔ اور اُس راہ کو اپنی روزمرّہ مثالی زندگی میں ’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘ سے ظاہر کیا۔ آپ عالمی برادری کے لئے کیا ہی روشن اور مثالی نمونہ ہیں۔

خطاب حضرت امیر المومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کے بعد امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈائس پر تشریف لائے اور فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام معزز مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

سب سے پہلے مَیں بدھ کے روز Westminster میں دہشتگرد حملہ میں تمام متأثرین سے دل کی گہرائیوں سے تعزیت کرنا چاہتا ہوں۔ اس المناک وقت میں ہمارے خیالات اور ہماری دعائیں لندن کے لوگوں کے ساتھ ہیں۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کی طرف سے مَیں یہ بات قطعی طور پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایسی تمام دہشتگرد کارروائیوں کی مذمّت کرتے ہیں اور تہِ دل سے ان مظلوموں سے ہمدردی کرتے ہیں جو اس سفّاکی کا شکار ہوئے۔ دنیا کے ہر حصہ میں جماعت احمدیہ مسلمہ امن کو فروغ دیتی ہے اور اسلام کی تعلیم کے مطابق ہم اِن سفّاکیوں کے خلاف آواز اُٹھاتے ہیں۔ یہ سالانہ امن کانفرنس بھی اس کوشش کا ایک اہم حصّہ ہے۔ مَیں ہمارے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ آج شام یہاں شریک ہیں۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ میں اسلام کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں مبعوث کیا ہے تا کہ میں اسلامی تعلیمات میں سب سے اہم مقاصد کو پھیلاؤں۔ نمبر ایک یہ کہ انسانیت کو خدا تعالیٰ کے قریب لاؤں۔ اور نمبر دو یہ کہ انسانیت کی توجہ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف مبذول کروں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا ایمان ہے کہ یہ دو مقاصد دنیا میں حقیقی اور دیرپا امن کے قیام کے لئے ٹھوس بنیاد ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم خوش نصیب ہیں کہ قرآن کریم نے ہماری رہنمائی کی ہے اور بتایا ہے کہ ہماری پیدائش کا بنیادی مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اِن امن پسند مقاصد کی کلیۃً خلاف ورزی میں بعض مسلمان گروہوں اور بعض مسلمانوں نے انفرادی طور پر اپنی مساجد اور مدرسوں کو دہشتگردی کے مراکز بنالیا ہے جن سے نفرت انگیزی کی تبلیغ کی جاتی ہے اور دوسروں کو دہشتگرد کارروائیوں کے لئے انگیخت کیا جاتا ہے۔ غیر مسلموں اور مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں دونوں کے خلاف یہ دہشتگرد کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ ان حالات کی وجہ سے مغربی دنیا میں دُور دُور تک خوف پھیل گیا ہے اور لوگوں میں یہ تصوّر پیدا ہو گیا ہے کہ مساجد تنازعات اور فسادات کا منبع ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان وجوہات کی بنا پر مغرب میں بعض (سیاسی) پارٹیز اور بعض گروہوں میں مساجد کو بَین (ban) کرنے یا کم از کم مسلمانوں پر بعض پابندیاں عائد کرنے کی آوازیں بلند ہوئی ہیں۔ مثلاً یہ آواز بلند ہوئی ہے کہ حجاب کو بَین کردیا جائے، مناروں کو بَین کردیا جائے یا دوسرے اسلامی شعائر کو بَین کردیا جائے۔ افسوس کہ بعض مسلمانوں نے دوسروں کو اسلام کی تعلیمات پر الزامات لگانے کا موقع دیا ہے۔ ایک مسلمان کا صرف یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنی نمازیں ادا کرے بلکہ اس پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ یتیموں کی دیکھ بھال کرے اور غریبوں کو کھانا کھلائے ورنہ ہماری نمازیں بے فائدہ ہوں گی۔ اس بات کا ذکر قرآن کریم کی سورہ 107 (الماعون) آیت تین تا پانچ میں قطعی طور پر کیا گیا ہے۔

ان تعلیمات پر بنیاد رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ مسلمہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلاتفریق رنگ و نسل ہر قسم کے دکھ اور افلاس کے خاتمہ کے لئے کئی رفاہی کام کررہی ہے۔ ہم نے بعض ہسپتال، سکولز اور کالجز قائم کئے ہیں جو

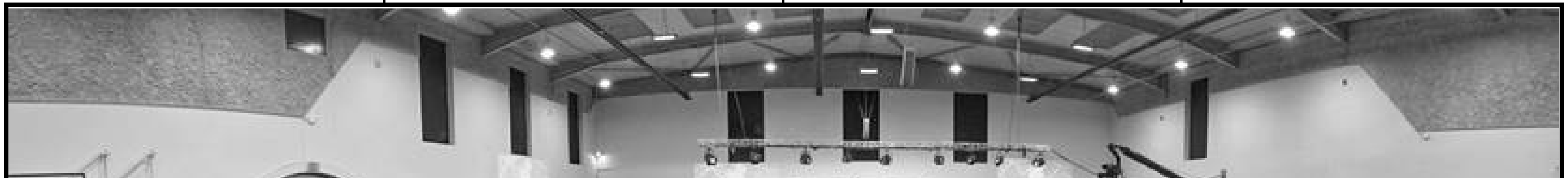

لوگوں کی صحت کو برقرار رکھنے اور تعلیم حاصل کرنے کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ اور یہ کام بعض سب سے غریب اور دُور افتادہ علاقوں میں بھی ہورہا ہے۔ ہمیں ان کاموں کے لئے کسی داد کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری واحد خواہش لوگوں کو خودمختار ہونے کے لئے مدد کرنا ہے تا کہ وہ اپنی امیدوں اور تمناؤں کو پورا کرسکیں اور خوشی خوشی وقار اور آزادی کے ساتھ اپنی زندگی جی سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: اس طرح مایوس اور انتہاپسندی کا شکار ہونے کی بجائے وہ ذمہ داری سے آگے بڑھیں گے اور اپنے ملکوں کے

ایماندار شہری بنیں گے۔ جہاں وہ ذاتی طور پر ترقی کریں گے وہاں وہ اپنے اپنے ملکوں کی فلاح و بہبود کے لئے بھی مدد کر رہے ہوں گے اور دوسروں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کے لئے راغب کر رہے ہوں گے۔

حضور انور نے دہشتگردوں کی باتوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: دہشتگرد جو مرضی دعویٰ کریں کسی صورت میں بھی بلا جواز کسی پر حملہ آور ہونا یا قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اسلام نے انسانی جان کی حرمت اور عظمت قائم کی ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ المائدۃ آیت 33 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے کسی کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے اُسے زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔

اسلام وہ مذہب ہے جس نے ہمیشہ کے لئے ایمان و عقائد کی آزادی کے عالمگیر اصول قائم کئے ہیں۔ اس لئے اگر آج نام نہاد مسلمان گروہ یا فرقے انسانوں کا قتل کر رہے ہیں تو اس کی سخت ترین الفاظ میں مذمّت کی جا سکتی ہے۔ ان کی سفّاکانہ کارروائیاں اسلام کی تعلیمات کی کلیۃً خلاف ورزی کرتی ہیں اور اسلام میں ان کارروائیوں کا کہیں بھی جواز موجود نہیں۔

حضور انور نے بعض غیر مسلمان لوگوں اور بعض غیر مسلمان گروہوں کا ذکر فرمایا کہ وہ عداوت اور پھوٹ کی آگ کو بھڑکا رہے ہیں۔ اس کی تصدیق میں حضور انور نے Foreign Policy سے متعلق ایک مضمون کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا جس میں کہا گیا کہ Islamophobia بھی بذات خود ایک تجارت ہے۔ حضور انور نے دنیا کے لیڈروں کو تلقین کی کہ وہ ہمیشہ حکمت اور دیانتداری سے بات کیا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: افسوس کہ ہم اکثر سیاستدانوں اور لیڈروں کی طرف سے اشتعال انگیز بیانات سنتے ہیں جن کی بنیاد سچائی پر نہیں بلکہ ان کے اپنے سیاسی مقاصد پر ہوتی ہے۔

حضور انور نے بعض مشہور لوگوں کی طرف سے کئے گئے اس الزام کا ردّ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (نعوذ باللہ) اُن لوگوں کو قتل کیا ہے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس وقت جنگیں لڑیں جب مذاہب کے معدوم ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ یہ جنگیں صرف دفاعی جنگیں تھیں اور فقط عالمی مذہبی آزادی کے اصولوں کو قائم کرنے کے لئے لڑی گئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ الزام لگانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگجو لیڈر تھے انتہائی ناانصافی اور اشد ظلم ہے۔ ایسے غلط اور بے بنیاد الزامات دنیا بھر کے مسلمانوں کو انتہائی غمگین کرتے ہیں۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ہر ذرّہ امن اور صلح چاہتا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض صحافی اور بعض مشہور لوگ بھی باطل راہوں کو ترک کرتے ہوئے اسلام کے بارہ میں انصاف اور دیانت داری کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ بیسویں صدی عیسوی کے مشہور مصنف Ruth Cranston کی کتاب "World Faith" میں لکھا ہے کہ محمد (ﷺ) نے کبھی لڑائی یا قتل و غارت کا آغاز نہیں کیا۔ ہر جنگ جو آپ نے لڑی ہے وہ جنگ کو ختم کرنے کے لئے لڑی۔ آپ دفاع کی خاطر لڑے تا کہ بچ جائیں'۔

حضور انور نے وزیر اعظم محترمہ Theresa May کے بیان کو بھی سراہا جو انہوں نے Westminster کے واقعہ کے بعد دیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں عزت مآب وزیر اعظم کو بھی سراہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے قرآن کریم کی بعض آیات کا حوالہ دیتے ہوئے اسلامی تعلیمات پر اُٹھائے جانے والے بعض الزامات کا ردّ کیا۔

حضور انور نے انتہا پسندی پر بات کرتے ہوئے فرمایا کہ متعدد رپورٹس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعض نوجوان مسلمانوں کو radicalise کیا گیا ہے۔ اُن نوجوان مسلمانوں کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ ان کے مذہبی عقائد کو مغربی دنیا میں تمسخر کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کسی حال میں بھی مسلمان نوجوانوں کے یہ عمل جائز نہیں اور نہ ہی وہ کوئی عذر پیش کر سکتے ہیں۔ وہ مجرم ہیں اور اپنے عمل کے ذمہ دار بھی ہیں۔ معقول بات تو یہ ہے کہ ہمیں آگ بھڑکانی نہیں چاہئے۔ اس لئے ہمیں باہمی رضامندی اور دوسروں کے ایمان و عقائد کی عزت کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہئے کہ ہم مشترکہ بنیادوں پر کھڑے ہو کر اس کا حل تلاش کریں۔

حضور انور نے امن کے حصول کے لئے قرآن کریم کا زرّیں اصول بیان فرمایا جس کا ذکر سورۃ آل عمران آیت 65 میں کیا گیا ہے یعنی یہ کہ لوگوں کو اُن عقائد پر توجہ دینی چاہئے جو مشترک ہیں اور انہیں متحد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اس کلمہ کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے"۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس قرآن کریم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ کس طرح ایک پُرامن multicultural معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

امن کانفرنس 2017ء کے مرکزی موضوع Global Conflicts and the Need for Justice پر بات کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ معاشرے کی ہر سطح ناانصافی سے دوچار ہے۔ اس بات کو ردّ نہیں کیا جا سکتا کہ آج بعض مسلمان ممالک جنگوں اور ظلم و ستم کا مرکز ہیں۔ لیکن یہ کہنا بھی درست نہیں کہ دنیا کے باقی ممالک فساد سے محفوظ ہیں۔

حضور انور نے متعدد رپورٹس پڑھ کر سنائیں جن میں یونائٹڈ سٹیٹس اور چائنا کے درمیان اور یونائٹڈ سٹیٹس اور رشیا کے درمیان کشیدگیاں بڑھنے کا ذکر تھا۔

بنی نوع انسان کو اتحاد قائم کرنے کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** وقت اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم خوف کو دُور کریں جو ہمیں متحد ہونے سے روک رہا ہے۔ ایسی دیواریں کھڑی کرنے کی بجائے جو ہمیں الگ الگ رکھیں ہمیں ایسے پُل بنانے چاہئیں جو ہمیں آپس میں قریب لائیں... ہمیں ہر قسم کے ظلم اور نفرت کے خلاف کھڑے ہونا چاہئے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا میں امن ترقی کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: افسوس، یوں لگتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم میں مخالف آراء اور مخالف نقطۂ نظر کو سُننے اور اُنہیں برداشت کرنے کی صلاحیت کم ہو رہی ہے۔ رابطوں کے ذرائع پیدا کرنا اور مکالمے کی سہولت قائم کرنا بہت اہمیت کا حامل ہے ورنہ دنیا کی بے چینیاں بڑھتی رہیں گی۔ ...دوسروں پر الزام لگانے کی بجائے اب ان مسائل کا حل تلاش کرنے کا وقت ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے بین الاقوامی سطح پر اسلحہ کی تجارت کی مذمّت کی اور فرمایا کہ اس طرح جنگوں کو بڑھایا جا رہا ہے اور یقینی بنایا جا رہا ہے کہ دنیا ظلم و ستم کے ایک دائمی سلسلے میں رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے خیال میں اس کے لئے ایک بَنا بَنایا حل موجود ہے جس سے ایک فوری اثر ہو سکتا ہے اور دنیا کی شفایابی کا سلسلہ بھی شروع ہو سکتا ہے۔ مَیں بین الاقوامی اسلحہ کی تجارت کی بات کر رہا ہوں جس کو میرے خیال میں کم کرنا اور اس پر پابندیاں لگانا ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: ہر ملک کا اوّلین فرض اپنے لوگوں کی بھلائی ہونا چاہئے لیکن افسوسناک سچائی تو یہ ہے کہ تجارت میں نفع اور مال و دولت کے حصول کو لوگوں کی بھلائی پر ترجیح دی جاتی ہے۔

حضور انور نے اس خیال کا ردّ فرمایا کہ اسلحہ کی فروخت امن کو فروغ دیتی ہے اور فرمایا کہ یہ کلیۃً عقل سے عاری بات ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایسے جَوازوں نے دنیا کو اسلحہ کی تجارت کے ایک نہ ختم ہونے والے سلسلے میں ڈال دیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ کوئی ملک یہ نہ سمجھے کہ وہ خطرہ سے محفوظ ہے کیونکہ تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جنگیں سرعت سے اور اکثر خلاف توقع شروع ہوئی ہیں۔ حضور انور نے ایٹمی جنگ کے خطرہ پر بات کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسی جنگ تباہی کے لحاظ سے تصوّر سے باہر ہے۔ حضور انور نے بنی نوع انسان کو سوچ و بچار سے کام لینے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ انہیں اس بارہ میں سوچنا چاہئے کہ وہ آئندہ نسلوں کے لئے ترکہ میں کس قسم کی دنیا چھوڑنا چاہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک ممکنہ جنگ عظیم کے نتائج پر بات کرتے ہوئے فرمایا: ہم اس بات کے قصوروار ہوں گے کہ آئندہ نسلوں کے لئے میراث میں خوشحالی چھوڑنے کی بجائے غم اور یاس چھوڑ رہے ہوں گے۔ دنیا کو ہم تحفہ کے طور پر اپاہج بچوں کی ایک نسل دے رہے ہوں گے جو خرابیوں اور ذہنی معذوریوں کے ساتھ پیدا ہوں گے۔ نہ جانے اُن کے والدین اُن کی پرورش اور دیکھ بھال کے لئے بچ بھی سکیں گے یا نہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر ہم نے ہر حال میں اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی تو ہم دوسروں کے حقوق غصب کر رہے ہوں گے۔ اور یہ پھر تنازعات، جنگ و جدال اور مصائب پر ہی منتج ہوگا۔ ہم سب کو اپنا جائزہ لینا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ ہم کِن تنزل کی بنیادوں پر کھڑے ہیں۔

آخر پر حضور انور نے دعائیہ کلمات سے خطاب کا اختتام کیا۔ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مَیں دنیا کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ صرف حال کی طرف نظر نہ کریں بلکہ کل کی طرف بھی دیکھیں۔ ہمیں ایک ایسی نسل باقی چھوڑنی چاہئے جو پُرامید ہو اور اُسے کئی سہولیات فراہم ہوں۔ ہم ایک ایسی نسل باقی چھوڑنے والے نہ ہوں جو ہمارے گناہوں کے ہولناک نتائج بھگت رہی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ دنیا کے لوگوں کو عقل دے اور جو گھنے بادل ہمارے اوپر چھائے ہوئے ہیں ہٹ جائیں تا کہ ہمارا مستقبل روشن اور خوشحال ہو جائے۔

....

اس خطاب کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ عشائیہ کے بعد بہت سے مہمانان نے حضور انور سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں اور اس پیس کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دی اور اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں ملک صاحبہ

(عامرہ عطیہ۔لندن)

آج عاجزہ جس پیاری ہستی کے بارے میں قلم اٹھانے کی جسارت کر رہی ہے انہیں مَیں کہتی تو باجی نصرت ہی تھی مگر وہ کسی طرح میرے لئے میری پیاری والدہ سے کم درجہ نہیں رکھتی تھیں۔

ایمانداری اور اپنے ادارے کی پاسداری کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ ایک گورنمنٹ ٹیچر کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ میری میٹرنٹی Leave میں بچے کی پیدائش کا وقت اُس کی اصل پیدائش سے دو دن پہلے کا لکھ دیں۔ اُن کی ڈاکٹر نے ڈاکٹر صاحبہ مرحومہ کو بتایا تو آپ نے سختی سے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور بے انتہا بُرا سمجھا کہ میرے مقدّس ادارے میں آ کر کوئی ہم سے اس طرح کا مطالبہ کرے۔

ہر سال مسجد مبارک ربوہ میں اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے فکر سے خورونوش کا انتظام فرماتیں۔ محلّے کے یتامیٰ اور بیوگان کے گھروں میں جانا اُن کا معمول تھا۔ ہر سال عید پر بالخصوص جا کر اُن کی ڈھارس بندھاتیں اور مالی امداد بھی کرتیں۔ بہت سے لوگوں کو ہر سال عید پر باقاعدگی سے جوڑے دینے کا خصوصی طور پر انتظام فرماتیں۔ وہ لوگ بھی یقیناً اسی انتظار میں رہتے کہ ہمیں ڈاکٹر نصرت عید کا جوڑا بھجوائیں گی اور ہم عید پر پہنیں گے۔

مجھے یاد ہے جب نئی نئی ربوہ کے فضل عمر ہسپتال میں وقف عارضی پر آئیں تو 1985ء کا پورا سال اور ہفتے کے سات دن انہوں نے اپنے آپ کو گائنی کے لئے وقف کر دیا۔ اُن دنوں اُن کے پاس گاڑی نہیں تھی۔ ایک دن شدید گرمی کی دوپہر اڑہائی بجے ہمارے دروازے پر دستک دی۔ مَیں گئی تو باجی نصرت کھڑی تھیں کہ مَیں تمہاری آپا کا حال پوچھنے آئی ہوں۔ اُن دنوں میری بہن امید سے تھیں۔ ہماری ساری فیملی ورطۂ حیرت میں ڈوب گئی کہ اپنے مریضوں کا اتنا خیال رکھتی ہیں کہ گرمی کی شدّت کی پرواہ کئے بغیر آ گئیں۔

ایک دفعہ مجھے اُن کے گھر ایک ہفتہ رہنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے کہنے لگیں کہ میرے گھر تمہارے رہنے کا تبھی فائدہ ہوگا کہ اِن دنوں تم قصیدہ یاد کرلو۔ سبحان اللہ۔ مَیں نے بھی بڑے شوق سے روزانہ دس شعر یاد کئے اور ہر رات کھانے کے ٹیبل پر پہلے وہ مجھے سناتیں اور پھر مجھ سے سنتی تھیں۔ جب مکمل ہو گیا تو بے انتہا خوش ہوئیں۔

لوگوں کو اِن کے دستِ شفا پر بہت اعتقاد تھا۔ اگر وہ اظہار کرتے تو صرف یہی جواب دیتیں کہ فضل عمر ہسپتال کے ساتھ بہت برکتیں، خلفاء کی دعائیں اور خدا کے خاص فضل ہیں کہ مَیں نے یہاں معجزے ہوتے دیکھے ہیں۔ کبھی بھی اپنی برتری کا ایک لفظ بھی مَیں نے ان کی زبان سے نہیں سنا۔

ایک دفعہ فزیوتھراپی کا کچھ سامان لینا تھا۔ مکرم ایڈمنسٹریٹر صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ کو میرے ساتھ بھیجا۔ میرا اُن کے ساتھ یہ پہلا سفر تھا۔ انہوں نے جماعت کا پیسہ انتہائی فراست کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتہائی مہارت اور کفایت شعاری کے ساتھ خرچ کیا کہ عام انسان اس کو دیکھے تو دنگ رہ جائے۔

بڑوں کا احترام کرنے کا سلیقہ اُن کو خوب آتا تھا۔ اُن کے احترام و محبت کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ امّی بیمار ہوئیں۔ چیک اَپ کروانے کے لئے مَیں اُن کو ہسپتال لے کر گئی۔ شام کا وقت تھا۔ باجی نصرت گھر جانے کے لئے ہسپتال کے برآمدے سے باہر نکل رہی تھیں۔ امی کو دیکھ کر رُک گئیں۔ گرمیوں کے دن تھے اور گرمی بہت تھی۔ امی جان کو اپنے کمرے میں بٹھا کر فریج سے سادہ ٹھنڈا پانی پلایا۔ کچھ دنوں بعد دوبارہ ملاقات ہوئی تو امی نے پوچھا: نصرت! اُس دن پانی میں کون سی دوائی ملا کر دی تھی۔ گھبرا کر پوچھا کیوں خالہ جان کیا ہوا؟ امی نے کہا کہ مجھے اُس دوائی سے بہت سہارا ملا۔ باجی نصرت ہنس پڑیں اور کہنے لگیں، کہ مَیں نے تو آپ کو صرف پانی دیا تھا۔ یہ واقعہ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنے پیار سے ہر ایک سے ملتی تھیں کہ آپ کی محبت کسی دوائی سے کم درجہ نہیں رکھتی تھی کہ مریض کو محبت دی اور مریض ٹھیک ہو گیا۔

پیارے حضور ایدہ اللہ کی بابرکت امامت میں رمضان المبارک کے بابرکت ایام سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ یہ لذّتیں لُوٹتے ہوئے مَیں نے اُن کو بارہا دیکھا۔ چہرہ نیچے جھکائے، آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑیاں پروئے، چہرہ عبادت کی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا انتہائی سوز و گداز سے سرخ ہو رہا ہے۔ عجیب طرح کی اداسی اُن کے چہرے پر نظر آتی تھی جیسے کسی کو ڈھونڈ رہی ہوں یا اُن کو کوئی ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ واقعتاً ڈھونڈ رہی تھیں اُس پیارے وجود کو جس کی آغوش میں انہوں نے ابدی نیند سونا تھا۔

انگلینڈ کو بہت پسند کرتی تھیں۔ خدا نے یہاں کی جماعت سے امسال رمضان المبارک کے دوران مراسم زیادہ مضبوط کر دیئے۔ اکثر عورتوں کو مَیں نے کہتے سنا کہ ہمارا تو اُن سے تعلق رمضان کے دوران بنا۔ پانچوں نمازوں پر آتی تھیں۔ انتہائی شفیق تھیں۔ ہمیں وہ پیار دے گئیں جو ہمارے لئے قیمتی یادیں چھوڑ گیا۔

اپنی پیاری بیٹی کو انہوں نے ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ کبھی ناشکری نہ کرنا، ہمیشہ خدا کے اُن فضلوں پر نظر رکھو جو تمہارے شامل حال ہیں۔ یہ اُن کی عظیم الشان تربیت کا نتیجہ تھا کہ عزیزہ ندرت نے کہا کہ ''بیماری کے دوران اللہ پر توکّل نہ مَیں نے چھوڑا ہے اور نہ ہی میری امّی نے''۔

خلافت سے عقیدت، محبت اور احترام سے متعلق لندن میں قیام کے دوران ایک واقعہ کا ذکر کرتی ہوں کہ ایک خاتون نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر نصرت صاحبہ حضور کا کوئی کام کرنے کے لئے یہاں گیسٹ ہاؤس میں ٹھہری ہیں۔ مَیں بڑی خوشی خوشی باجی کے پاس گئی اور اس کا اظہار کیا۔ باجی نے فوراً اس بات کی تردید کی اور کہا کہ میرا ذاتی کام ہے اور مجھے بڑی تاکید کی کہ اُن کو سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ فوراً اس بات کو اُن کے سامنے clear کرو، مَیں نہیں چاہتی کہ خلیفۂ وقت سے منسوب کوئی بات آگے پہنچے جو انہوں نے نہ کہی ہو۔ یہ خلافت سے پیار کا ایک خوبصورت انداز تھا۔

پردہ کی اس قدر پابند اور حیا سے لبریز تھیں کہ ایک دن مسجد فضل سے باہر آ رہی تھیں۔ سڑک پر کافی رش تھا۔ پورے نقاب میں تھیں۔ پھر بھی واپس لَوٹ گئیں۔ مَیں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ رش کم ہو جائے۔ مَیں نے کہا یہاں تو اسی طرح رش ہوتا ہے، سب گزر جاتے ہیں تو کہنے لگیں: حیا آتی ہے، انہوں نے اس رش میں سے گزر کر جانے کی بجائے مزید انتظار کرنے کو ترجیح دی۔ یہ بات میرے دل پر نقش ہو گئی۔ ہم سب کے لئے بہترین نمونہ تھیں۔

خدا کرے کہ ہم میں سے بہت سی نصرتیں پیدا ہوں۔ وہ دینی غیرت کا مجسمہ تھیں۔ دینی غیرت کے تمام تقاضے پورے کئے اور اپنی پوری زندگی کو اس نہج پر لے آئیں کہ ہر کوئی کہہ اٹھا: ''واہ نصرت واہ''۔

سمندر کتنے گہرے ہیں؟

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

ایک اسلامی جمہوریہ کے قومی شاعر کہلانے والے علّامہ کو 1910ء کی دہائی میں حقیقت منتظر کو لباس مجاز میں دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی کیونکہ بے شمار سجدے ان کی جبین نیاز میں تڑپ رہے تھے۔ تب نبی اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ایک ایک سوال کا کافی شافی جواب دیا اور اپنے جوابی منظوم کلام میں بتایا کہ خدا تو ہر سُو، ہر جانب اور ہر رنگ میں ہر بلندی و پستی میں جابجا ہے صرف ادعائے نیاز میں خلوص دل کی رمق ہونا شرط اوّل ہے۔

اس تحریر میں زیر سمندر گہرائیوں کا مختصر جائزہ پیش ہے تا خدا کے عالم بندے جو اس سے حقیقی طور پر ڈرنے والے ہیں، ان کو خشیت الٰہی کے لئے مزید موضوعات مہیا ہوتے جائیں۔

امریکہ کی حکومت کے تحت قریباً ڈیڑھ سو سال سے ہزاروں ماہرین اور کروڑوں ڈالر کے بجٹ سے چلنے والے معروف ادارے امریکن جیولاجیکل سروے کی تحقیقات اور مہیا کردہ اعداد و شمار کے مطابق دنیا کے کل رقبہ کے 72 فیصد پر پانی ہے، اور اگر اس پانی کو ایک معروف پیمانے ''کیوبک میل'' میں ماپیں تو یہ 326 ملین کیوبک میل بنتا ہے۔ مگر اس وسیع ترین ذخیرہ میں سے 97 فیصد پانی تو کھارا ہے اور انسانی فائدہ اور زراعت وغیرہ کے لئے ناقابل استعمال ہے۔ باقی 3 فیصد میں سے 2 فیصد پانی دنیا بھر میں گلیشئرز کی صورت میں جما ہوا پڑا ہے اور ساری دنیا کی ارب ہا ارب آبادی صرف ایک فیصد پانی کو استعمال کر رہی ہے۔ اور کرّہ زمین پر موجود حیات میں سے 94 فیصدی حیات آبی ہے۔ اس لحاظ سے خشکی پر آباد انسانوں کی تعداد اور حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ جبکہ زیر سمندر حیات کا صرف 5 فیصد حصہ مطالعہ و تحقیق میں آسکا ہے اس لئے اب اگر ان سمندروں کی دیگر حیرت انگیز تفاصیل کو چھوڑتے ہوئے ان کی گہرائی میں اتریں تو درج ذیل سادہ ترین معلومات سامنے آتی ہیں:

☆... 40 میٹر: زیادہ سے زیادہ اس گہرائی تک شوقین حضرات مخصوص سامان اور تیاری کے ساتھ ''سکوبا ڈائیونگ'' کے لئے اترتے ہیں۔

☆... 300 میٹر: فرانس کے دارالحکومت پیرس میں ایستادہ ایفل ٹاور کے قدموں میں کھڑے ہونا، ایک ہیبت طاری کرتا ہے، لیکن یہ ایفل ٹاور اپنی 300 میٹر کی بلند قامتی کے باوجود سمندر کی گہرائی میں لاشیٔ محض کی طرح سما جائے۔

☆... 500 میٹر: سمندری مخلوقات میں نیلی وہیل کا ایک نام ہے، 100 فٹ لمبی یہ دیوہیکل وہیل بھی سمندر کی تہہ میں صرف 500 میٹر تک نیچے جاتی ہے۔

☆... 1000 میٹر: سورج کی روشنی کی کرنیں بھی زیادہ سے زیادہ اس حد تک پہنچ پاتی ہیں۔

☆... 1828 میٹر: امریکہ کی ریاست ایری زونا میں واقع مشہور سیاحتی پہاڑی سلسلہ ''گرینڈ کینین'' بھی پورا کا پورا سمندر میں سما جائے، ماہرین علم ارضیات کے مطابق یہ پہاڑی 5 سے 6 ملین سال پرانی ہے، 2600 فٹ اونچی، 450 کلومیٹر لمبی اور 6000 فٹ گہری ہے۔

☆... 4267 میٹر: دنیا کے مشہور 7 سمندروں کی اوسط گہرائی بھی 4267 میٹر قرار دی گئی ہے۔

☆... 8850 میٹر: روئے زمین پر بلند ترین پہاڑی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ ہے، جو اپنی تمام تر ہیبت کے باوجود سمندر میں گم ہو جائے مگر سمندر کا پیندا نہ پائے۔

☆... 10898 میٹر: عصر حاضر کے معروف مہم جو اور فلم ساز ''جیمز کیمرون'' نے خصوصی تیاری کے ساتھ سمندر کی گہرائی ماپنے کی ٹھانی لیکن 10898 میٹر تک ہی نیچے اتر سکے۔

☆... 10994 میٹر: 1960ء میں 2 مہم جُو افراد نے سمندر کا پیندا تلاش کرنے کی ٹھانی تھی یہ لوگ بھی صرف 10994 میٹر تک اتر سکے تھے۔

☆... 11034 میٹر: دنیا کے سمندروں میں اب تک معلوم، گہرا ترین مقام بحرالکاہل میں جاپان اور آسٹریلیا کے درمیان واقع ہے، اس کو ''ماریانہ ٹرینچ'' کا نام دیا گیا ہے، 2550 کلومیٹر لمبی اس گہری ترین سمندری گھاٹی میں پانی کا پریشر عام حالات سے 1000 گنا زیادہ ہوتا ہے اور یہاں اوسطاً درجہ حرارت ایک ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔

ہم احمدی مسلمان کتنے خوش نصیب ہیں کہ بے انتہا قدرتوں، طاقتوں والے خدا سے ہم پیار کرتے ہیں اور وہ ہم سے پیار کرتا ہے، بلاشبہ **اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا** (سورۃ الفاطر)۔

تصحیح

ہفت روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 31 مارچ 2017ء کے صفحہ 11 کے کالم 2 کی آخری سطر میں ایک لفظ غلطی سے ''لانی (Lo)'' طبع ہو گیا ہے۔ دراصل یہ لفظ ''لابی'' (Lobby) ہے۔

ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔ (مدیر اعلیٰ)

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

مکرم امین اللہ خان صاحب سالک (مرحوم)

کرنل (ر) ایاز محمود خان۔ ربوہ

میرے بہت ہی پیارے اور بہت سی خوبیوں کے مالک بڑے بھائی مولانا امین اللہ خان صاحب سالک مورخہ 28 فروری 2017ء کو قریباً دو ہفتے بیمار رہنے کے بعد واشنگٹن میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کا ذکر خیر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 مارچ 2017ء میں چند دیگر مرحومین کے ساتھ فرمایا جو ہمارے تمام افراد خاندان کے لئے باعث صد افتخار اور حوصلہ افزائی ہے۔ اور بعد میں نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ پیارے آقا نے برادرم مرحوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”دوسرا جنازہ غائب جو ہے وہ مکرم امین اللہ خان صاحب سالک سابق مشنری یو ایس اے (USA) کا ہے جو 28/فروری 2017ء بروز منگل رات کو امریکہ میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو امریکہ، لائبیریا اور انگلینڈ میں بطور مشنری خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ 1936ء میں عبدالمجید خان صاحب آف ویرووال کے ہاں ان کی ولادت ہوئی اور بچپن سے ہی جماعت کی خدمت کے لئے ان کے والدین نے ان کو وقف کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر انہوں نے اپنے بیٹے کو وقف کیا۔ مرحوم کی والدہ بہت خوش تھیں۔ بیان کرتی تھیں کہ ان کے میاں نے یعنی عبدالمجید خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر اپنے بیٹے کو وقف کیا اور قادیان سے واپس آ کر بتایا کہ میں نے تمہارا بیٹا بھی وقف کر دیا ہے تا کہ شکوہ نہ ہو کہ پہلی بیوی کا بیٹا ڈاکٹر نصیر خان صاحب وقف کیا تھا اور میرا نہیں کیا۔ پھر چوتھی جماعت میں 1945ء میں انہوں نے خود وقف کی درخواست کی۔ 1949ء میں مڈل کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1955ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 1957ء میں ایف۔اے اور 1958ء میں شاہد اور 1959ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ آپ کا تقرر 1958ء کا ہے۔ پھر 29/فروری 1960ء سے اپریل 1963ء تک امریکہ میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پائی۔ 1966ء کے بعد کچھ عرصہ عارضی طور پر دفتر امانت میں کام کیا۔ 1969ء تا 71ء لائبیریا میں خدمت کی توفیق پائی۔ جب آپ 23 سال کے تھے تو امریکہ میں ان کی پہلی تقرری 1960ء میں ہوئی تھی۔ بڑے پُرجوش مبلغ تھے۔ اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ تبلیغ کے مواقع ان کو میسر آئے۔ لائبیریا میں خدمات کے دوران وہاں کے صدر ٹب مین (Tubman) آپ کو ماہانہ میٹنگ پر مدعو کرتے تھے اور ان سے دعا کروایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب لائبیریا کا دورہ کیا تو صدر ٹب مین نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں ایک ڈنر دیا اور امین اللہ خان کے بارے میں صدر ٹب مین نے کہا کہ He is very forceful. تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ He is forceful without choosing any force. امین اللہ خان صاحب کی تقرری انگلینڈ میں بھی ہوئی جہاں 1970ء تک کام کیا اور پھر بوجہ صحت کی خرابی کے ان کی ریٹائرمنٹ ہو گئی۔ ان کی شادی بشریٰ شاہ صاحبہ بنت اقبال شاہ صاحب سے ہوئی جو ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیروبی کی پوتی تھیں۔ یہ مکرمہ آپا طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بڑے بھائی تھے۔ ان کا ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ ان سب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ نمازوں کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا ان کی نماز جنازہ ہو گی۔“

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ کے ارشاد نبوی کی تعمیل میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برادرم سالک صاحب مرحوم کے کچھ دیگر حالات بھی قارئین الفضل انٹرنیشنل کے سامنے پیش کر دئے جائیں تا جہاں مرحوم کے حالات سے آگاہی ہو جائے وہاں احباب جماعت انہیں اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھیں۔

برادرم سالک صاحب مرحوم مورخہ 1936ء کو کڑی افغاناں نزد قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ ہمارے ابا جان مکرم خان عبدالمجید خان صاحب مرحوم رئیس ویرووال ضلع امرتسر کی دوسری اہلیہ (یعنی ہماری والدہ محترمہ ملکہ خانم صاحبہ مرحومہ) کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اور جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے ہماری والدہ محترمہ کی شدید خواہش کو دیکھتے ہوئے قبلہ والد صاحب مرحوم نے برادرم کو وقف کر دیا۔ ہمارے پیارے بھائی جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بطور مبلغ سلسلہ مورخہ 21/اپریل 1960ء کو بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں سے بذریعہ بحری جہاز اکیس دن کے سفر کے بعد واشنگٹن امریکہ پہنچے۔ وہاں پہنچنے کے بعد جو آپ نے اپنی بخیریت منزل مقصود پر پہنچنے کی اطلاع بذریعہ خط ہمارے والدین کو بھجوائی وہ مزید اکیس دن بعد یہاں ربوہ پہنچی۔ گویا روانگی کے کل 42 دن بعد اُن کی بخیریت پہنچنے کی اطلاع ملی۔ اس سے قارئین اس زمانے کے واقفین اور ان کے خاندانوں کی قربانیوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں جب ذرائع رسل و رسائل اس قدر محدود تھے۔ اور اب آج کل کے زمانے میں خدا تعالیٰ کی پیشگوئی وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے مطابق ادھر ہم پیغام لکھتے ہیں تو ادھر میڈیا کی عظیم الشان ترقیات کے باعث آنِ واحد میں دنیا کے دوسرے کنارے میں پہنچ جاتا ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ برادرم مرحوم سالک صاحب کو اردو زبان و ادب سے گہرا لگاؤ تھا اور آپ ایک قادر الکلام شاعر اور ادیب بھی تھے۔ زمانۂ طالب علمی اور بعد ازاں میدان عمل میں آجانے کے بعد آپ کو کئی جماعتی رسائل میں جن میں ماہنامہ الفرقان، روزنامہ الفضل اور ماہنامہ خالد قابل ذکر ہیں متعدد مضامین اور نظمیں لکھنے کا موقعہ ملا۔ پھر بعد ازاں آپ کو بطور مدیر ماہنامہ ”خالد“ بھی خدمت کا موقع ملا۔ جامعہ احمدیہ میں حسب دستور فارغ التحصیل ہونے سے قبل ایک مقالہ لکھا جاتا ہے۔ برادرم مرحوم نے یہ مقالہ بعنوان ”جماعت احمدیہ اور اردو ادب“ تحریر کیا۔ بعد ازاں آپ ماہنامہ خالد ربوہ کے مدیر بھی رہے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف خدمات بجالاتے رہے۔

جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں ذکر فرمایا برادرم مرحوم کی شادی مکرمہ بُشریٰ شاہ صاحبہ بنت مکرم و محترم سید اقبال شاہ صاحب سے ہوئی۔ ان ہماری بھابی صاحبہ کو ہمارے برادرم مرحوم کی لمبی بیماری میں خوب خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ فجزاھا اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اپنے پسماندگان میں برادرم سالک صاحب مرحوم نے بھابی صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹا عزیزم خالد احمد اور ایک بیٹی عزیزہ ندرت صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔ عزیزہ ندرت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہیومینٹی فرسٹ یو ایس اے کی آڈیٹر ہیں اور لجنہ کی فعّال ممبر ہیں۔

ہمارے والد صاحب خان عبدالمجید خان صاحب آف ویرووال کی پہلی شادی ہماری بڑی والدہ محترمہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جو مکرم عبدالمجید خان صاحب ابن حضرت منشی محمد خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ہماری بڑی والدہ سے ہمارے چار بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑے بھائی عبدالرشید خان صاحب مرحوم، ان کے بعد پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب مرحوم، پھر ہماری بہنیں مسعودہ خانم صاحبہ اور محمودہ خانم صاحبہ۔ اور ہماری والدہ محترمہ سے برادرم سالک صاحب مرحوم کے بعد خاکسار کرنل (ر) ایاز محمود احمد خان ہے۔ خاکسار کو بعد از ریٹائرمنٹ وقف کرنے کے بعد اوّلاً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال مقرر فرمایا اور پھر حضور انور کے ارشاد پر صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ خدمت بجالانے کی توفیق عطا ہوئی۔ پھر تیسرے نمبر پر ہمارے مرحوم بھائی ڈاکٹر حمید احمد خان آف ہارٹلے پول یوکے تھے۔ جنہیں بطور صدر جماعت ہارٹلے پول خدمت کی توفیق ملی۔ آپ بھی بہت ساری خوبیوں کے مالک اور بہت پُرجوش داعی الی اللہ اور خدمت دین کا بہت جذبہ رکھنے والے تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کے اوصاف کا تذکرہ آپ کی وفات کے بعد اپنی ایک نظم میں بھی فرمایا اور ان کو ہارٹلے پول کا پھول قرار دیا۔ پھر چوتھے نمبر پر ہمارے بھائی عزیزم نیاز مصلح خان صاحب آف امریکہ ہیں۔ ان کے بعد پانچویں نمبر پر ہماری ہمشیرہ عزیزہ منصورہ خانم صاحبہ اہلیہ عبداللہ خان ڈاہری صاحب مرحوم رئیس نواب شاہ ہیں۔ ان کے بعد چھٹے نمبر پر ہماری ہمشیرہ عزیزہ مبارکہ شاہ صاحبہ اہلیہ مکرم ماجد احمد شاہ صاحب آف امریکہ اور ساتویں نمبر پر حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ہیں۔

تین ماہ قبل خاکسار واشنگٹن گیا تو برادرم مرحوم سے ملاقات ہوئی اس وقت علیل تھے لیکن کوئی خطرہ والی حالت نہ تھی۔ میرے ربوہ واپس آجانے کے بعد چند دن علیل رہے اور پھر اچانک 28 فروری 2017ء کو 80 سال کی عمر میں ان کی وفات کی المناک اطلاع آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کو اپنی رضا کی چادر میں لپیٹ لے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کی جملہ نیکیوں کا وارث بنائے نیز مجھ سمیت ان کے سب بہن بھائیوں کے لیے جو بقید حیات ہیں ان کے لئے بھی احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

☆...☆...☆

نذرانۂ عقیدت بحضور حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام

سخن تھا دل نشیں جس کا ، عمل تھا دل رُبا جس کا
دِلوں کو موہ لیتا تھا کلامِ دِل کشا جس کا
جہانِ قدس کے نغمے سُنائے روز و شب اُس نے
رموزِ ایزدی کیا کیا بتائے روز و شب اُس نے
حریمِ قدس کے ساکن کو شوقِ جاوداں بخشا
جہاں کی نعمتیں بخشیں نیا اک آسماں بخشا
دلِ ناآشنا کو نورِ حق میں ڈھالنے والا
نشانِ ایزدی سے روحِ ملت پالنے والا
دلِ مایوس کو جس نے نویدِ کامرانی دی
بہارِ جاودانی دی متاعِ شادمانی دی
جہانِ خامشی میں بھی مجھے اُس نے نوا بخشی
میں تھا ناچیز اک ذرہ مجھے اُس نے ضیا بخشی
مبارک ، جس کی خاطر چاند کا چہرہ بھی کجلایا
مبارک ، جس کی خاطر آسماں پر شمس گہنایا
شبِ دیجور کو جس نے ضیائے کہکشاں بخشی
جنوں ناآشنا دِل کو نوائے عاشقاں بخشی
جہاں کو پھر دیا اس نے سبق اک پاکبازی کا
وہ مظہر تھا جہاں میں پھر نشاں ہائے حجازی کا
دعائے نیم شب نے جس کی اک اعجاز دکھلایا
عَلم جس نے محمدؐ کا زمانے بھر میں لہرایا

(امین اللہ خان سالک (مرحوم))

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

مِّثۡلُكُمۡ (الکھف:111) ہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کلمہ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا۔ جس کے بِدُوں مسلمان، مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ سوچو! اور پھر سوچو!! پس جس حال میں ہادی اکمل کی طرزِ زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقامِ قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اَور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 118-117۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے وہ اِدراک جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دیا کہ جب ایک مسلمان یہ اعلان کرتا ہے کہ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو یہ اعلان بھی ضروری ہے کہ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ۔ پس جب نبی کامل اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں تو پھر وہ لوگ جو پیروں فقیروں کو اس سے زائد مقام دے کر ان کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں ان کے فعل کو کس طرح جائز قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ یہ سخت گناہ اور شرک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے توحید کے بنیادی نکتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت کا صحیح ادراک ہمیں عطا فرمایا اور ہمیں ہر قسم کے شرک سے پاک فرمایا۔

پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''پس مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے۔ (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر۔) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 119-118)

توحید کے قیام کی معراج اس وقت ہوتی ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے والا ہو اور اس میں بھی میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ ترین مقام حاصل کیا جس کی اللہ تعالیٰ نے اس طرح گواہی دی۔ فرمایا اَلَّذِیۡ یَرٰىكَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیۡنَ (الشعراء:219-220) یعنی جو دیکھ رہا ہوتا ہے جب تُو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں تیری بے قراری کو بھی۔ پس اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام سجدے کرنے والوں میں تیرے جیسا بے قرار سجدہ کرنے والا کوئی نہیں۔ تُو نے توحید کے قیام سے مخلصین کی ایک ایسی جماعت بنالی جو اللہ تعالیٰ کی عبادتوں میں بھی طاق ہے، جن کی راتیں عبادتوں میں گزرتی تھیں۔ لیکن یہ سب عبادتیں اور سجدے تیرے سجدوں کے نمونے اپنانے کی کوشش تھی۔ ان سجدوں کی بیقراری میں جہاں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید کے قیام کے لئے تڑپ نظر آتی ہے وہاں یہ بھی نظر آتا ہے کہ آپ اپنے ماننے والوں میں ایسے سجدے کرنے والے پیدا کرنا چاہتے تھے جو خالص ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے ہی آگے جھکیں اور اس کی عبادت کریں۔ دلوں میں بسے ہوئے جھوٹے معبودوں کو نکالیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ ہر نبی کی کوئی خواہش ہوتی ہے اور میری دلی خواہش رات کی عبادت ہے۔ (کنز العمال جلد 7 صفحہ 323 کتاب الصلوٰۃ من قسم الاقوال حدیث 21398 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت شدت گریہ وزاری سے آپ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے چکّی کے چلنے کی آواز آتی ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الرکوع والسجود باب البکاء فی الصلوٰۃ حدیث 904) (دانہ پیسنے کے لئے چکی چلاتے ہیں، جو گرائنڈر کی آواز ہوتی ہے۔) اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایسی آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔ (سنن النسائی کتاب السحو باب البکاء فی الصلوٰۃ حدیث 1214)

حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر سوتے پھر جاگ کر کچھ دیر نماز میں مصروف ہو جاتے پھر سو جاتے پھر اٹھ بیٹھتے۔ غرض صبح تک یہی حالت جاری رہتی۔ (سنن النسائی کتاب قیام اللیل... باب ذکر صلاۃ رسول اللہؐ باللیل حدیث 1628)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بیماری یا کسی اور وجہ سے اگر آپ کی تہجد رہ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کو بارہ رکعت نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ (سنن النسائی کتاب قیام اللیل... باب کم یصلی من نام ...حدیث 1789)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ماننے والوں کے لئے بھی یہی خواہش اور توقع تھی کہ وہ عبادت گزار ہوں اور عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش کے زیر اثر کہ آپ کی اُمّت کے افراد کے عبادت کے معیار بلند ہوں فرمایا کہ قیام اللیل مت چھوڑنا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے۔ یعنی راتوں کی نمازیں نوافل نہ چھوڑنا اور جب آپ بیمار ہو جاتے، جسم میں سستی محسوس فرماتے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز ادا فرماتے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 223-222 مسند عائشہؓ حدیث 25458 مطبوعہ عالم الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

یہ جو میں نے ابھی روایت پڑھی ہے کہ اگر تہجد چھٹ جاتی تو بارہ نفل دن کو ادا فرماتے۔ یہ صورت شاذ ہی پیش آتی ہو گی۔ ورنہ آپ نے ایک دفعہ باوجود بیماری کے جس کا اثر صحابہ بھی اس وقت آپ کے جسم پر محسوس کر رہے تھے، چہرے پر محسوس کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ کمزوری کے باوجود آج رات بھی مَیں نے لمبی سورتیں ہی پڑھی ہیں۔ (کنز العمال جلد 2 صفحہ 133 کتاب الاذکار من قسم الافعال... فصل فی فضائل السور... حدیث 4069 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) اور ساری دعاؤں میں اور عبادتوں میں اس بات پر زور تھا کہ میری اُمّت حقیقی عبادت گزار بنے اور اپنے خدا کے حضور جھکی رہے۔ آپ کے صحابہ نے آپ کی یہ تڑپ دیکھی اور آپ کی صحبت کا اثر پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اپنایا۔ تو وہی جو مشرک تھے ایسے عبادت گزار بنے جو بعد میں آنے والوں کے لئے ایک نمونہ بن گئے۔ ایک انقلاب تھا جو اُن میں آیا۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکّا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپ کی حقّانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔ یَاۡكُلُوۡنَ كَمَا تَاۡكُلُ الۡاَنۡعَامُ (محمد:13)'' (کہ جانوروں کی طرح کھانا کھانا ہی ان کا کام تھا) ''یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہو گئی یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان:65) یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔ جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا۔'' آپ فرماتے ہیں ''اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی''۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 145-144۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔ اور اسی سچائی کو قائم کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔

پس ہمارا ابھی یہ کام ہے کہ اپنی عبادتوں کے معیار کو بلند کریں اور اس اُسوہ پر چلیں جو قیامت تک قائم رہنے والا ہے۔

مَیں نے نوافل کے حوالے سے روایات بیان کی ہیں۔ جب نوافل کے بارے میں یہ ہدایت ہے اور یہ حال ہے تو جو فرائض ہیں ان میں کتنی باقاعدگی کی ضرورت ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

انبیاء دنیا میں آتے ہیں سچائی پھیلانے کے لئے۔ سچائی پر اپنے ماننے والوں کو چلانے کے لئے۔ سچے خدا کی طرف جھکانے کے لئے۔ اور اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اعلیٰ مقام عطا ہوا۔ بچپن سے ہی آپ میں یہ وصف اس قدر نمایاں تھا کہ دشمن بھی آپ کی سچائی کے معترف تھے۔ ایک مرتبہ سرداران قریش جمع ہوئے جن میں آپ کے اشد ترین دشمن ابوجہل اور نضر بن حارث بھی شامل تھے۔ جب آپ کے متعلق یہ کہا گیا کہ آپ کو جادوگر مشہور کر دیا جائے، جھوٹا مشہور کر دیا جائے یا کہا جائے کہ یہ جھوٹا ہے۔ تو نضر بن حارث نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے قریش! ایک ایسا معاملہ تمہارے سامنے آیا ہے جس کے مقابلے کے لئے تم کوئی تدبیر بھی نہیں لا سکے یا لا سکتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں جوان تھے اور تمہیں سب سے زیادہ پسند تھے۔ سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ تم میں سب سے زیادہ امانتدار تھے۔ اب تم ان کی کنپٹیوں پر سفید بال دیکھتے ہو (بڑی عمر ہو گئی ہے) اور جو پیغام وہ لے کر آئے ہیں اس پر تم نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں، وہ جادوگر ہیں۔ ہم نے بھی جھوٹے لوگ دیکھے ہیں، جادوگر بھی دیکھے ہیں۔ تم نے کہا وہ کاہن ہیں۔ ہم نے کاہن بھی دیکھے ہیں۔ تم نے کہا وہ شاعر ہیں۔ ہم نے شاعر بھی دیکھے ہیں۔ تم نے کہا مجنون ہو گیا ہے پاگل ہو گیا ہے (نعوذ باللہ)۔ ہم نے بھی مجنون دیکھے ہیں۔ نہ وہ جھوٹے ہیں، نہ وہ جادوگر ہیں، نہ وہ کاہن ہیں، نہ وہ شاعر ہیں، نہ مجنون ہیں۔ کوئی بھی علامت ان میں ان باتوں کی نہیں ہے۔ پس تم غور کر لو تمہارا واسطہ ایک بڑے معاملے سے ہے''۔ (سیرت ابن ہشام باب ما دار بین رسول اللہ ﷺ وبین رؤساء قریش... الخ صفحہ 224 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) یہ دشمن کہہ رہا ہے۔

پھر ایک دفعہ ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا کہ مَیں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا تمہاری تعلیم کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ (سنن الترمذی ابواب تفسیر القرآن باب من سورۃ الانعام حدیث 3064) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اتنا عرصہ رہا ہوں لیکن کبھی تم میرا جھوٹ ثابت نہیں کر سکے۔ جھوٹا نہیں مجھے کہہ سکے۔ تو کیا آج اس تعلیم لانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے معاملے میں میں جھوٹ بولوں گا؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی کامل راستبازی کی قوی حجت پیش کر کے اپنے دشمنوں کو بھی الزام دیا جیسا کہ یہ الزام قرآن شریف میں ہے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہے جہاں فرمایا ہے کہ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17) یعنی میں ایسا نہیں کہ جھوٹ بولوں اور افترا کروں۔ دیکھو مَیں چالیس برس اس سے پہلے تم میں ہی رہتا رہا ہوں۔ کیا کبھی تم نے میرا کوئی جھوٹ یا افترا ثابت کیا۔ پھر کیا تم کو اتنی سمجھ نہیں۔ یعنی یہ سمجھ کہ جس نے کبھی آج تک کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولا وہ اب خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔ غرض انبیاء کے واقعات عمری اور ان کی سلامت روشی ایسی بدیہی اور ثابت ہے کہ اگر سب باتوں کو چھوڑ کر ان کے واقعات کو ہی دیکھا جائے تو ان کی صداقت ان کے واقعات سے ہی روشن ہو رہی ہے۔ مثلاً اگر کوئی منصف اور عاقل ان تمام براہین اور دلائل صدق نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے... قطع نظر کر کے محض ان کے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشبہ انہیں حالات پر غور کرنے سے ان کے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا۔ اور کیونکر یقین نہ کرے۔ وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطّر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بلا اختیار ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں''۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 107-108)

آپ کی سچائی کا آپ کا بچپن بھی گواہ ہے۔ آپ کی جوانی بھی گواہ ہے۔ اور نبوت کے بعد تو اس کی شان ہی کمال تک پہنچی ہوئی ہے۔ پس اس نبی کے ماننے والوں کو اپنے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے کہ ہماری سچائی کے معیار کیا ہونے چاہئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور وصف عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں اگرچہ ایسی تھیں کہ تمام انبیائے سابقین میں اس کی نظیر نہیں ملتی مگر آپ کو خدا تعالیٰ نے جیسی جیسی کامیابیاں عطا کیں آپ اتنی ہی فروتنی اختیار کرتے گئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ

ایک شخص آپؐ کے حضور پکڑ کر لایا گیا۔ آپ نے دیکھا تو وہ بہت کانپتا تھا اور خوف کھاتا تھا۔ مگر جب وہ قریب آیا تو آپ نے نہایت نرمی اور لطف سے دریافت فرمایا کہ تم ایسے ڈرتے کیوں ہو؟ آخر مَیں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں اور ایک بڑھیا کا فرزند ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 258۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی اور انکساری کا بھی پتا چلتا ہے اور آپ کے ماننے والوں کے لئے اس میں نصیحت بھی ہے کہ انہیں کس طرح زندگی گزارنی چاہئے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے اعمال کی وجہ سے نجات نہیں پائے گا۔ صحابہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! کیا آپ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں میں بھی اپنے اعمال کی وجہ سے نجات نہیں پاؤں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے لے گا۔ فرماتے ہیں پس تم سیدھے رہو اور شریعت کے قریب رہو اور صبح شام اور رات کے اوقات میں عبادت کرو اور میانہ روی اختیار کرو تو تم اپنی مراد کو پہنچ جاؤ گے۔ (صحیح البخاری کتاب الرقائق باب القصد والمداومۃ علی العمل حدیث 6463)

پس جس نبی کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی بیعت میری بیعت ہے اور اس کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی خشیت اور عاجزی کا یہ مقام ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس کے رحموں اور فضلوں سے ہی بخشا جاؤں گا اور پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اعمال کی طرف نظریں رکھو۔ اپنی عبادتوں کی طرف نظر رکھو۔ اور کبھی اپنے خدا سے بے وفائی نہ کرو۔ کبھی عبادتوں سے لاپرواہی نہ کرو۔

پھر دیکھیں آپ کا کامیابی اور فتح پر عاجزی اور انکساری کا نظارہ۔ دنیا کے لیڈر کامیابیاں حاصل کرتے ہیں تو فرعون بن جاتے ہیں بلکہ عام آدمی کو بھی اگر کوئی کامیابی ملے تو گردن فخر سے اور تکبر اور غرور سے اکڑ جاتی ہے۔ لیکن انسانِ کامل کا اُسوہ کیا ہے۔ وہ شہر جس کے لوگوں نے آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو ظلم کر کے نکالا اور اسی پر بس نہیں بلکہ بعد میں مسلسل یہ کوشش کرتے رہے کہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ لیکن ہوتا تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہوا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وہ وقت بھی آیا جب مکہ فتح ہوا۔ آپ اس شہر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ لیکن کس حال میں؟ تاریخ کہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دس ہزار قدوسیوں کے جلو میں فاتحانہ شان سے مکّہ میں داخل ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام باب عدۃ من فتح مکہ من المسلمین صفحہ 750 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) وہ دن آپ کے لئے بہت خوشی اور مسرت اور عظمت کے اظہار کا دن تھا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے ان فضلوں کے اظہار پر خدا کی راہ میں عاجزی کے انتہائی مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔ خدا نے جتنا بلند کیا آپ انکسار میں اتنا ہی جھکتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب آپ فاتح کی حیثیت سے مکّہ میں داخل ہوئے تو آپ کا سر جھکتے جھکتے اونٹ کے کجاوہ سے جا لگا تھا۔ (سیرت ابن ہشام باب اسلام ابی سفیانؓ صفحہ 740 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ: ’’عُلوّ جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے‘‘ (یعنی بڑائی اور فتح) ’’وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا عُلوّ اِستکبار سے ملا ہوا‘‘۔ وہ تکبر کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ’’دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکّہ کو فتح کیا تو آپؐ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکّہ میں آپؐ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 65 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکسار کا ذکر کرتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں کہ:

’’خالی شیخیوں سے اور بے جا تکبّر اور بڑائی سے پرہیز کرنا چاہئے اور انکساری اور تواضع اختیار کرنی چاہئے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ حقیقتاً سب سے بڑے اور مستحقِ بزرگی تھے ان کے انکسار اور تواضع کا ایک نمونہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ایک اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپ کے پاس عمائدِ مکّہ اور رؤسائے شہر جمع تھے اور آپ ان سے گفتگو میں مشغول تھے۔ باتوں میں مصروفیت کی وجہ سے کچھ دیر ہو جانے سے وہ نابینا اٹھ کر چلا گیا۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورۃ نازل فرما دی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں گئے اور اسے ساتھ لا کر اپنی چادر مبارک بچھا کر بٹھایا‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمتِ الٰہی ہوتی ہے ان کو لازماً خاکسار اور متواضع بننا ہی پڑتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔‘‘ پھر ایک فارسی کا مصرع آپ نے بیان فرمایا: ’’آنانکہ عارف تراند ترساں تر‘‘۔ کہ وہ لوگ جو عارف ہیں، جو زیادہ پہچان رکھنے والے ہیں وہ زیادہ ڈرتے ہیں ’’کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے اسی طرح نکتہ گیر بھی ہے‘‘۔ اگر وہ باریک فراست عطا کرتا ہے تو اسی طرح بعض باتوں پر پکڑتا بھی ہے۔ فرمایا کہ ’’اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاوے تو دم بھر میں سب کارخانہ ختم ہے۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’پس چاہئے کہ ان باتوں پر غور کرو اور ان کو یاد رکھو اور عمل کرو‘‘۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 344-343۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسنہ تو ہر وصف کا مکمل احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ تمام کے تمام تو ایک مجلس میں کیا کئی مجلسوں میں بیان نہیں ہو سکتے۔ اس وقت ایک اور خوبصورت پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بیان کروں گا جو آپ کی جُود و سخا کا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر، معزز، سخی اور نورانی وجود نہیں دیکھا‘‘۔ (سنن الدارمی باب فی حسن النبی ﷺ حدیث 60 مطبوعہ دار المعرفہ بیروت 2000ء) لگتا ہے کہ صحابہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں تھی۔ ایک اعلیٰ وصف بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو چار ابھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔

پھر ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض انصار نے کچھ مانگا۔ آپ نے ان کو دیا۔ انہوں نے پھر مانگا۔ پھر دیا۔ انہوں نے پھر مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا فرمایا یہاں تک کہ اس وقت آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جو مال ہوتا ہے اسے تم سے روک کر نہیں رکھتا۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب الاستعفاف عن المسألۃ حدیث 1469)

ایک دفعہ آپ کے پاس کہیں سے نوّے ہزار درہم آئے۔ آپ نے وہیں تقسیم فرما دیئے۔ (عیون الاثر جلد 2 صفحہ 398 باب ذکر جمل من اخلاقہ ... الخ مطبوعہ دار القلم بیروت 1993ء) ایک موقع پر ایک آنے والے کو بکریوں کا اتنا بڑا ریوڑ عطا فرمایا کہ جو پوری وادی میں پھیلا ہوا تھا۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ما سئل رسول اللہ ﷺ اشیاء ... الخ حدیث 2312) ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال لایا گیا۔ ڈھیروں ڈھیر مال تھا۔ آپ نے مسجد میں اس کا ڈھیر لگوا دیا۔ آپ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے اس طرف نظر نہیں کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو نماز کے بعد تمام مال تقسیم فرما دیا۔ (صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب القسمۃ وتعلیق القنو فی المسجد حدیث 421) آپ کی نرمی اور جود و سخا کی وجہ ہی تھی کہ بدُّو بھی بعض دفعہ بڑے کرخت اور بے ادبانہ طریق سے آپ سے مانگتے تھے لیکن آپ تمام تر طاقت ہونے کے باوجود، حکومت ہونے کے باوجود، ان کی بے ادبی کو نظرانداز کرتے تھے اور انہیں عنایت فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب الشجاعۃ فی الحروب والجبن حدیث 2821) (صحیح البخاری کتاب اللباس باب البرود والحبرۃ والشملۃ حدیث 5809)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے کہ انبیاء اور اولیاء پر تنگی کا زمانہ بھی آتا ہے اور کشائش کا اور فتوحات کا زمانہ بھی آتا ہے، فرماتے ہیں کہ یہ دونوں زمانے ضروری ہیں تاکہ ہر قسم کے حالات میں ان کا اُسوہ دنیا کے سامنے آئے۔ دنیا دار تو تنگ دستی اور کمزوری کے زمانے میں عاجز بھی ہوتا ہے۔ مشکلات میں پڑا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف بھی جھکتا ہے۔ لوگوں سے اچھے اخلاق سے بھی پیش آتا ہے۔ حسب توفیق غریبوں کی مدد بھی کر دیتا ہے۔ اپنے دکھ دینے والوں کے مقابلے پر جواب دینے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے خاموش رہتا اور کہتا ہے ہم نے صبر کیا اور صبر کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لیکن جب اقتدار اور طاقت آئے اس وقت لوگوں کا خیال رکھنا اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور معاف کرنا ہی اصل وصف ہے۔ پس کمزوری اور طاقت کی حالتیں ہی اصل میں کسی کے اعلیٰ اخلاق کے ماپنے کا پیمانہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ طاقت اور فاتح ہونا اور اقتدار ہونا اس لئے ضروری ہے ’’کیونکہ اپنے دکھ دینے والوں کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والوں سے درگذر کرنا اور اپنے دشمنوں سے پیار کرنا اور اپنے بداندیشوں کی خیرخواہی بجا لانا، دولت سے دل نہ لگانا، دولت سے مغرور نہ ہونا، دولتمندی میں اِمساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جُود اور بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت کو ذریعۂ نفس پروری نہ ٹھہرانا اور حکومت کو آلۂ ظلم و تعدّی نہ بنانا یہ سب اخلاق ایسے ہیں کہ جن کے ثبوت کے لئے صاحبِ دولت اور صاحبِ طاقت ہونا شرط ہے اور اسی وقت بہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہیں کہ جب انسان کے لئے دولت اور اقتدار دونوں میسر ہوں۔ پس چونکہ بجز زمانۂ مصیبت و اِدبار و زمانۂ دولت و اقتدار یہ دونوں قسم کے اخلاق ظاہر نہیں ہو سکتے اس لئے حکمتِ کاملہ ایزدی نے تقاضا کیا کہ انبیاء اور اولیاء کو ان دونوں طور کی حالتوں سے کہ جو ہزارہا نعمتوں پر مشتمل ہیں متمتّع کرے۔ لیکن ان دونوں حالتوں کا زمانۂ وقوع ہر یک کے لئے ایک ترتیب پر نہیں ہوتا بلکہ حکمت الٰہیہ بعض کے لئے زمانۂ امن و آسائش پہلے حصہ عمر میں میسر کر دیتی ہے اور زمانۂ تکالیف پیچھے سے۔ اور بعض پر پہلے وقتوں میں تکالیف وارد ہوتی ہیں اور پھر آخر کار نصرت الٰہی شامل ہو جاتی ہے۔ اور بعض میں یہ دونوں حالتیں مخفی ہوتی ہیں اور بعض میں کامل درجہ پر ظہور و بروز پکڑتی ہیں۔ اور اس بارے میں سب سے اوّل قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال وضاحت سے یہ دونوں حالتیں وارد ہو گئیں اور ایسی ترتیب سے آئیں کہ جس سے تمام اخلاقِ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب کے روشن ہو گئے اور مضمون اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم: 5) کا بہ پایہ ثابت پہنچ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا دونوں طور پر علی وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیاء کے اخلاق کو ثابت کرتا ہے کیونکہ آنجنابؐ نے ان کی نبوت اور ان کی کتابوں کو تصدیق کیا اور ان کا مقرّبُ اللہ ہونا ظاہر کر دیا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 282 تا 285 حاشیہ نمبر 11)

شکرگزاری ایک اور اعلیٰ وصف ہے جس کا صحیح ادراک اور جس کا اعلیٰ ترین معیار ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں نظر آتا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کے بھی اعلیٰ ترین نمونے قائم فرمائے ہیں اور بندوں کے شکر کے بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنا شکر بجا لانے اور ذکر کرنے والا بنا دے۔ (سنن ابی داؤد ابواب الوتر باب ما یقول الرجل اذا سلم حدیث 1510) آپ پہلی بارش پر بارش کے قطرے اپنی زبان پر لیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی شکرگزاری کا یہی طریق ہے۔ آپ کا کھانا نہایت سادہ ہوتا تھا لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر فرماتے تھے۔ یہی دعا ہمیں بھی آپ نے سکھائی۔ کبھی ایک کھجور کے ساتھ روٹی تناول فرما رہے ہیں تو کبھی صرف سرکہ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرما رہے ہیں کہ اس نے یہ کھانے پینے کے سامان مہیا فرمائے۔ (صحیح البخاری کتاب الاطعمۃ باب ما یقول اذا فرغ من طعامہ حدیث 5459) (سنن ابو داؤد کتاب الاطعمۃ باب فی التمر حدیث 3830) (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب فضیلۃ الخل والتادم بہ حدیث 169 (2052)) نئے کپڑے پر اللہ تعالیٰ کا شکر۔ (سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا حدیث 1767) غرض کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر آپ اس کے استعمال سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر نہ فرماتے ہوں۔ جب آپ کو اپنی عبادتوں میں بے انتہا گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھ کر یہ پوچھا گیا کہ آپ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو آپ کے پاؤں سوج جاتے ہیں۔ سجدوں میں بے انتہا بے چین ہوتے ہیں اور اس قدر روتے ہیں کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہے۔ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اور آئندہ سب گناہ بخش دیئے ہیں۔ اب کوئی گناہ تو آپ سے سرزد بھی نہیں ہونا۔ نہ پہلے کبھی ہؤا تو پھر اس قدر آپ کا رونا اور چلّانا کیوں ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں اس بات پر اللہ کا شکرگزار بندہ بن کر اس کے آگے نہ روؤں کہ اس نے مجھے اس قدر نوازا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک ... الخ حدیث 4836) (تفسیر ابن کثیر جلد دوم صفحہ 189 تفسیر سورۃ آل عمران مطبوعہ دار طیبۃ للنشر والتوزیع ریاض 1999ء)

بندوں کی شکر گزاری کے کیا معیار تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بچپن کے دوست تھے جنہوں نے ہر مشکل کے وقت آپ کا ساتھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جذبات کا بے انتہا خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی شخص نے کسی اختلاف کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ کہہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا تو تم سب نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکر نے میری سچائی کی گواہی دی اور اپنی جان اور مال سے میری مدد کی۔ کیا تم میرے ساتھی کی دل آزاری سے باز نہیں رہ سکتے۔ آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر نے کیا ہے۔(صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ... الخ حدیث 4640)(صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الخوخۃ والممر فی المسجد حدیث 466) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی نے کیا احسان کرنا تھا۔ آپؐ کے لئے کچھ بھی قربان کرنا اس قربان کرنے والے کے لئے ایک اعزاز تھا اور پھر ظاہری لحاظ سے بھی آپؐ نے ہر ایک کی خدمت کا بدلہ بہت بڑھ کر دیا۔ لیکن پھر بھی شکر کے جذبات کا اظہار آپ کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار حضرت خدیجہؓ کے بارے میں تعریفی ذکر پر کہا کہ آپ کیا ہر وقت اس بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بڑھ کر بیویاں عطا کی ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے مجھے قبول کیا۔ جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو وہ ایمان لائیں۔ جب مجھے مال سے محروم کیا گیا تو انہوں نے اپنے مال سے میری مدد کی اور اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی مجھے انہیں سے عطا فرمائی۔(اسد الغابہ الجزء السابع حرف الخاء صفحہ 86 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2008ء) پس آپ نے حضرت خدیجہؓ کی ان خدمات کو جو انہوں نے اپنے خاوند کے لئے کی تھیں کبھی نہیں بھلایا اور اس کو احسان سمجھا اور ہمیشہ اس کی شکر گزاری کی۔ آجکل کے خاوندوں کے لئے یہ سبق ہے کہ بیویوں کا مال بھی کھا جاتے ہیں اور پھر یہ احسان کہ دیکھو میں نے ابھی تک تمہیں بیوی کا مقام دیا ہوا ہے۔

پھر بادشاہ نجاشی نے جو کفار کے ظلم سے ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو اپنے ملک میں پناہ دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ نجاشی جو حبشہ کا بادشاہ تھا اس کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھا اور اپنے ہر قول اور اپنے عمل سے اس کی شکر گزاری کا اظہار فرمایا۔ ایک دفعہ جب اس کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خود ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے۔ صحابہ نے کہا کہ ہم استقبال کے لئے کافی ہیں، ہم کھڑے ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ بادشاہ نے ہمارے ساتھیوں کی عزت کی تھی اور ان کے ساتھ اخلاق کے ساتھ پیش آیا تھا اس لئے مَیں پسند کرتا ہوں کہ اس کے احسان کا بدلہ خود اتاروں۔ (سیرت الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 72 باب غزوۃ خیبر مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم معلّم اخلاق کے طور پر دیکھتے ہیں تو یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی عجب شان نظر آتی ہے۔ جب ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چھوٹے قد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مذاق کے رنگ میں کچھ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عائشہ! یہ ایک ایسا کلمہ ہے کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو اسے بھی گندہ کر دے۔(سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب منہ حدیث 2502)

بچوں کی تربیت اور اعلیٰ اخلاق سکھانے کے لئے آپؐ کے نمونے کیا تھے۔ ایک صحابی عبداللہؓ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ مَیں اس وقت چھوٹا تھا۔ مَیں کھیلنے کے لئے باہر جانے لگا تو میری ماں نے کہا عبداللہ ادھر آؤ مَیں تمہیں ایک چیز دوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اسے کچھ دینا چاہتی ہو؟ میری ماں نے کہا ہاں میں کھجور دوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر واقعہ میں تمہارا یہ ارادہ نہ ہوتا اور صرف بچے کو بلانے کے لئے ایسا کہا ہوتا تو تمہیں جھوٹ بولنے کا گناہ ہوتا اور جھوٹ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔(سنن ابو داؤد کتاب الآدب باب فی التشدید فی الکذب حدیث 4991)

پس یہ معیار ہیں سچائی کو قائم کرنے کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں میں چاہتے ہیں۔

پڑوسیوں سے حسن سلوک کی اسلامی تعلیم ہے۔ اس بارے میں کس طرح آپ نے تربیت فرمائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ مجھے کس طرح پتا چلے کہ میں اچھا کر رہا ہوں یا برا کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے پڑوسی کو یہ کہتے سنو کہ تم بہت اچھے ہو تو سمجھو کہ تمہارا طرز عمل اچھا ہے اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم بہت برے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویّہ برا ہے اور تم غلط کر رہے ہو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب بالثناء الحسن حدیث 4222)

یہ تو چند باتیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے چند نمونے تھے جو مَیں نے اس وقت پیش کئے۔ کسی بھی خُلق میں آپ اعلیٰ ترین اخلاق پر فائز تھے اور یہی آپ اپنے ماننے والوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔ خدا کرے کہ ہم زبانی دعوے سے نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے حقیقی عمل کرنے والے اور آپ کی پیروی کرنے والے ہوں اور اپنی بخشش کے سامان کرنے والے ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ :

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قُویٰ کے پُرزور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ عِلماً وعملاً و صِدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔...وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرّب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اِسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

اب دعا کرلیں۔ [اس کے بعد حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی جس میں ایم ٹی اے کے توسط سے دنیا بھر کے ناظرین وسامعین شامل ہوئے۔ دعا کے بعد فرمایا:]

اس وقت جو قادیان کے جلسہ کی حاضری بیان کی گئی ہے وہ چودہ ہزار دوسو بیالیس ہے۔ اس دفعہ پاکستان سے تو احباب نہیں شریک ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود باہر سے کافی احباب تشریف لائے اور انڈونیشیا سے بھی وہ ایک چارٹرڈ جہاز وہاں لے کے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت چودہ ہزار دوسو بیالیس حاضری ہے اور یہاں اِس وقت بیٹھے ہوئے لوگوں کی حاضری پانچ ہزار دوسو تیس ہے۔

☆...☆...☆

بقیہ: وہ رات جس پہ ستارے لئے اُترتی ہے

از صفحہ نمبر 17

پر جو کچھ بھی آتا ہے، میں نے تمہیں پکڑنا ہے۔ یہ نہیں سننا کہ اِس نے کیا تھا، اُس نے کیا تھا!''

اس ارشاد کے ساتھ خاکسار نے خود کو اسی حالت میں واپس محسوس کیا جو تب تھی جب حضور نے فرمایا تھا کہ ''خود محنت کی عادت ڈالیں''۔ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ کیونکہ تب تو کام بھی خود کرنا تھا اور جوابدہ بھی خود ہونا تھا۔ مگر اب حضور انور کی شفقت سے شعبہ پروگرامنگ میں ٹیمیں تشکیل پا رہی تھیں، ان کے سپرد مختلف کام کئے جا رہے تھے، مگر اس کام کا جوابدہ خود خاکسار ہی تھا۔ یوں ازراہ شفقت ٹیمیں بنانے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی، کام میں بہت زیادہ سہولت کا سامان بھی مہیا فرمایا مگر اس احتمال سے کہ کہیں غفلت نہ ہو جائے یا تساہل پیدا نہ ہو، ذمہ داری کا احساس یوں اجاگر فرمایا کہ میں ہجوم میں بھی تنہا ہو گیا۔ یہ حضور ہی کا کمال ہے۔ دنیا داری میں اسے انتظامی قابلیت کہتے ہوں گے، مگر مجھے یہ ہمیشہ حضور انور کی خداداد کرشمہ سازی لگی، کیونکہ ایسے پُرحکمت ارشادات سے دنیا بھر میں بے شمار لوگ ہیں جو مستفیض ہوتے ہیں اور جماعت کے کام اس طرز پر چلتے رہتے ہیں جو جماعت کے لئے اس وقت بہترین طرز ہوتی ہے۔ اور یہ اوسط امور کی راہیں جماعت کو کامیابی وکامرانی کی راہوں پر گامزن رکھتی ہیں۔ صرف اور صرف حضرت خلیفۃ المسیح کی برکت سے، ورنہ اس میں کسی فرد کا کوئی بھی کمال نہیں۔

... ...

حضور انور کا ہمیشہ سے یہی ارشاد رہا کہ ایم ٹی اے کے پروگراموں میں کہیں موسیقی شامل نہیں ہوگی۔ یہ بات حضور نے ہمیشہ بڑی صراحت کے ساتھ ذہن نشین کروائی۔ ایک پروگرام کی نوعیت ایسی تھی کہ اس میں نئی نئی تکنیکی ایجادات پر گفتگو ہوتی تھی۔ اس میں کہیں کسی کمپنی کی طرف سے تیار کردہ وڈیو بھی شامل کرنے کی اجازت مل جاتی۔ چونکہ یہ وڈیو پیکج خود کمپنیاں تیار کرکے مہیا کرتیں، سو ان میں موسیقی شامل ہوتی۔

اس سلسلہ میں خاکسار نے حضور کی خدمت میں رہنمائی کی درخواست کی۔ حضور کا منشاء مبارک جو موسیقی سے متعلق مجھے سمجھ آیا تھا، اس کی روشنی میں یہ تجویز بھی عرض کر دی کہ ایسے وڈیو پیکج کے بارہ میں متعلقہ ادارہ سے اجازت لے لی جائے کہ ہم اسے بغیر آڈیو کے شامل کریں گے۔ مگر حضور نے فرمایا کہ ''اگر وہ وڈیو پیکج معلوماتی ہے اور شامل کرنا ضروری ہے، تو پھر اسے موسیقی سمیت شامل کرلو۔ اسے ہم تو نہیں تیار کر رہے۔ ایک معلوماتی پروگرام میں شامل کر رہے ہیں۔ مولویت سے بھی بچنا چاہیے''۔

یوں موقع اور محل کی مناسبت سے ہدایات اور رہنمائی کی یہ روشنی عطا ہوتی رہتی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ عملِ صالح ایسے عمل کا نام ہے جو موقع کی مناسبت سے سب سے بہتر اور نیک نتائج کا حامل ہو۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں سے خلافت کی نعمت کا وعدہ فرمایا ہے، وہاں اعمالِ صالحہ کی شرط بھی رکھی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ دیا ہے کہ مومنین کی وہ جماعت جو خلافت کے دامن کو تھام لیتی ہے، اس قوم میں اعمالِ صالحہ کا potential، یا اردو میں اسے توفیق کہہ لیں، بڑھ جاتا ہے۔ اور اگر وہ ہر قدم اٹھانے سے پہلے خلیفۂ وقت کی طرف اپنی نگاہ کرلیں، تو وہ اعمالِ صالحہ کی راہوں پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

حضور انور تو اشاروں میں بات سمجھا دیتے ہیں۔ ہم سمجھ پاتے ہیں یا نہیں، اس کے مطابق عمل کرتے ہیں یا نہیں، یہ ہمارے مقدر، ہماری کوشش اور اللہ کے خاص فضل پر منحصر ہے۔ یہاں بھی ہمیں اسی وجود کی دعا کی ضرورت پڑتی ہے، جو ہمارے لئے ہر خیر اور ہر برکت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کے منشاء کے مطابق قدم اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks,MOTFailurework,A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 15

خلیفۂ وقت کا اپنی جماعت کے ہر فرد کے ساتھ جو تعلق ہے، اس کی بنیاد محبت، شفقت اور ہمدردی پر ہی ہوتی ہے۔ اگر کہیں کسی سے بظاہر ناراضگی ہو بھی تو اس کا رنگ بالعموم ایسا ہی ہوتا ہے جیسے والدین اپنے بچے سے اس کی اصلاح کی خاطر ناخوشی کا اظہار کریں۔ اسے توجہ بھی دلا دی جائے اور اسے معاملہ کی سنگینی کا بھی اندازہ ہو، تا کہ آئندہ احتیاط کرے۔ خلیفۂ وقت کے دل میں نفرت نام کی چیز تو ہوتی ہی نہیں۔

گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہم ایک پروگرام بنا رہے تھے جس میں ایک ادارہ کی تاریخ کے حوالہ سے مختلف احباب کے انٹرویو ریکارڈ کرنے تھے۔ ایک صاحب ایسے تھے جو ابتدا سے اس ادارہ کے فعال رکن رہے تھے مگر پھر حالات کچھ ایسے ہوگئے کہ ان کا تعلق اس ادارہ سے منقطع ہوگیا۔ عام تأثر یہی تھا کہ یہ انقطاع ناخوشگوار حالات میں ہوا تھا (یہ 1994ء کی بات ہے)۔ سمجھ نہیں آتا تھا کہ اجازت مانگنا مناسب بھی ہوگا یا نہیں۔ مگر ایک دن ہمت کر کے عرض کر ہی دی کہ ان صاحب کا انٹرویو ریکارڈ کرنا بھی مفید ہوسکتا ہے، مگر۔۔۔

فرمایا ''مگر کیا؟ جو اُن کا کردار رہا ہے، اس سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ (اس ادارہ کی) ابتدا سے اس کے ساتھ تھے، ان کے پاس جو معلومات ہیں وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ ان سے کیوں محروم رہا جائے۔ ضرور کرو!''

ہم نے یہ انٹرویو ریکارڈ کرلیا اور اللہ کے فضل سے بہت ابتدائی دَور کی باتیں ریکارڈ اور تاریخ کا حصہ بن گئیں۔ اور ساتھ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ خلیفۂ وقت کے فیصلوں کو کبھی اپنی محدود عقل اور فہم کے مطابق خود ہی تصور نہیں کرلینا چاہیے۔ وہاں وہ متوسّط راہیں ہیں جن پر چلنے کے لئے ہمیں ہر دم اسی ہستی کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

میں نے ان صاحب کو بتایا کہ حضور انور نے ان کے انٹرویو کی اجازت دی ہے تو وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ کچھ روز قبل وہ ملاقات کے لئے بھی حاضر ہوئے تھے۔ اپنی ملاقات کا احوال بھی سناتے رہے۔ ساتھ روتے جاتے اور بتاتے جاتے کہ اس ملاقات میں حضور نے ان سے کس قدر شفقت کا سلوک فرمایا تھا۔ اس کے دو ماہ بعد اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ الحمدللہ کہ زندگی کی ڈھلتی شام میں اپنے امام کو خود سے خوش دیکھ کر گئے۔ ان کا انٹرویو ایم ٹی اے پر آ گیا۔ ساری دنیا نے انٹرویو تو دیکھ ہی لیا مگر ساتھ یہ بھی دیکھ لیا کہ خلیفۂ وقت کی ذات سراپا شفقت اور محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اس شفقت اور محبت سے محروم نہ کرے۔

... ...

اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ یاد آتا ہے۔ ایک نوجوان ہمارے ایم ٹی اے کے پروگراموں میں آتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی پروگرام میں ان کی شمولیت کی منظوری چاہی۔ حضور کے جواب سے محسوس ہوا کہ ان سے متعلق کچھ شکایت حضور کے علم میں آئی ہے لہذا فی الحال کسی اور کو لے لیا جائے۔ یوں کچھ عرصہ وہ ہمارے پروگراموں میں نہ آئے۔ میں پوچھنے سے بھی گریز کرتا رہا۔ ایک روز کسی پروگرام کے لئے خاکسار کو لگا کہ ان کی شمولیت اچھی ہوسکتی تھی۔ نام تجویز کئے تو عرض کر دی کہ وہ نوجوان مناسب ہوسکتے تھے، مگر شاید ان کا کوئی مسئلہ تھا۔ فرمایا ''وہ بات تو اب ختم ہوگئی۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُھَا۔ اب بے شک بلالو۔''

جہاں اس کی اصلاح ضروری خیال فرمائی وہاں اصلاح فرمادی۔ اور پھر جب وہ معاملہ گزر گیا تو گزر گیا۔ مَیں عینی شاہد ہوں کہ حضور کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کی اصلاح کا سامان فرمایا اور اس کی طبیعت میں ایک بہت مثبت تبدیلی آ گئی۔ ہمارے لئے بھی سبق کا سامان پیدا ہوا کہ حضور معالج ہیں۔ کبھی دوا کڑوی بھی لگے، تو یہ یاد رہنا چاہیے کہ ہمارا کوئی مرض ہے جس کے علاج کے لئے جو دوا دی گئی ہے، اس کا ذائقہ جیسا بھی لگے، اس کی تاثیر ہمارے لئے ضرور اچھی ہوگی۔ اور یہ کہ علاج بقدرِ مرض، اور محض بغرضِ علاج۔ خلیفۂ وقت کی محبت کا تسلسل کہیں نہیں ٹوٹتا۔ دریا نشیب و فراز سے گزرتا ہے، مگر اس کی روانی نہیں ٹوٹتی۔ سو اس محبت کے دریا کا طَور بھی یہی دیکھا۔ اللہ ہم سب کو استفادہ اور تقلید کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

... ...

اب یہ بات ہو رہی ہے تو ایک اور واقعہ بھی پیش کرتا ہوں۔ خاکسار کے والد محترم عبدالباسط شاہد صاحب نے جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری کے حصول کے لئے جو مقالہ تحریر کیا تھا (غالباً 1956ء کی بات ہوگی)، انہیں اسے شائع کروانے کی تحریک پیدا ہوئی۔ اس کا موضوع حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی سیرت اور سوانح تھا۔ اس کی ایک قابلِ ذکر بات یہ تھی کہ یہ جس دور میں تحریر کیا گیا، تب نہ تو 'حیاتِ نور' منظرِ عام پر آئی تھی اور نہ ہی تاریخ احمدیت کی تیسری جلد۔ سارا مواد اخبارات اور عبدالمنان عمر صاحب (ابن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کے ذاتی طور پر جمع کردہ مواد پر مشتمل تھا۔ وہ اُس وقت جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد تھے اور یوں میرے والد صاحب کے مقالہ نگران بھی۔ بعد میں جو حالات پیدا ہوئے اور جماعت سے ان کا تعلق کس طرح منقطع ہوگیا، اس کی تفصیل کا محل ہے نہ ضرورت۔ یہ قطعِ تعلق نہایت ناخوشگوار حالات میں ہوا تھا۔ میرے والد صاحب نے، جو کہ میری کم عقلی اور نالائقی سے سب سے بڑھ کر واقف ہیں، شاید میری دلجوئی کے لئے مسودہ نظرِ ثانی کے لئے مجھے دیا تو مجھے لگا کہ جہاں بار بار استاذی المکرم عبدالمنان عمر صاحب کا ذکر تھا، اسے بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے میری ناچیز رائے پر یہ ذکر بہت کم کردیا۔ کسی اور بات کے ضمن میں جب خاکسار نے یہ بات حضور انور کے سامنے عرض کی تو فرمایا ''رہنے دیتے۔ جس کو جس کام کا کریڈٹ ملنا چاہیے، وہ اسے دے دینے میں کوئی ہرج نہیں۔ جب وہ ان کے استاد تھے اور مقالہ نگران تھے، تب تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ ذکر کردیا تھا تو کوئی بات نہیں تھی''۔

ہم تنگ نظر ہوکر سوچتے ہیں۔ مگر خلیفۂ وقت کا دل عدل سے بھی بڑھ کر رحم اور احسان کی طرف جھکا ہوتا ہے۔ جو خلافت کے منکر ہوکر الگ ہوگئے، ان کے ساتھ عقائد کے نظریاتی اختلاف کے باوجود حضرت مصلح موعودؓ اور آپؓ کے بعد آنے والے خلفاء کے بھی احسانات ہی کا سلوک نظر آتا ہے۔ ایسے بہت سے واقعات سن تو رکھے تھے، مگر بذاتِ خود اس کا مشاہدہ بھی اللہ کے خاص فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے طفیل حاصل ہوا۔

... ...

جب جامعہ احمدیہ یوکے کی پہلی کلاس فارغ التحصیل ہوئی تو ان کی پوسٹنگز کا مرحلہ تھا۔ فرمایا ''تمہیں تو کوئی مربی نہیں چاہیے؟''۔ اُس وقت تک میرے کام کی نوعیت ایسی نہیں تھی کہ ساتھ کُل وقتی مربی کی درخواست کی جاتی۔ مگر منشاء مبارک معلوم نہ ہو تو انکار کرنا بھی مناسب نہیں۔ ابھی کچھ عرض نہیں کیا تھا کہ فرمایا ''مجھے لگتا ہے تمہیں اگلی کلاس میں سے چاہیے ہوں گے۔ اگلے سال مانگو گے۔ ہے نا؟''۔ عرض کی کہ جی حضور۔

جو اگلی کلاس تھی اس کے بہت سے طلبا پروگراموں کی تیاری کے حوالہ سے کئی سال سے معاونت کر رہے تھے۔ حضور کے علم میں بھی یہ بات تھی۔ سو یہ بات یہیں ختم ہوگئی۔ آئندہ سال جب اگلی کلاس کی باری آئی تو یہ سوچ کر کہ حضور نے خود بھی فرمایا تھا اور اب ضرورت بھی ہے، لہذا مناسب ہے کہ اب درخواست کردوں۔ اگرچہ ان کی کلاس نے ابھی ربوہ، سپین اور افریقہ ٹریننگ کی غرض سے جانا تھا۔ مگر ایک روز عرض کر دی کہ حضور اس کلاس میں سے ایک مربی کی پوسٹنگ ہو جائے تو سہولت ہو جائے گی۔ فرمایا ''وہ سنا ہوا ہے جو ایسے موقع پر پنجابی میں کہتے ہیں؟''۔ پھر فرمایا ''پنڈ ہلے وسیا نئیں، تو اچکے پہلے ای آ گئے'' (گاؤں ابھی آباد نہیں ہوا اور چور پہلے ہی پڑ گئے)''۔

پھر فرمایا کہ ''یہ ہوکر آجائیں تو دیکھتے ہیں۔ بعد میں لکھ کر دے دینا''۔

ہوا یوں تھا کہ اس اثنا میں یہ بھی تبدیلی آ گئی تھی کہ حضور انور نے ایم ٹی اے کے انتظامی ڈھانچہ میں مکمل تبدیلی فرمادی تھی۔ ہر شعبہ کا ایک ڈائریکٹر مقرر فرمایا جو اپنے شعبہ کے کام کا براہ راست حضور انور کو جوابدہ ہے۔ خاکسار کو شعبہ پروگرامنگ کی ذمہ داری سپرد ہوئی۔ دیگر تمام شعبہ جات پہلے سے ہی کسی نہ کسی شکل میں موجود تھے۔ شعبہ پروگرامنگ ایک بالکل نیا شعبہ تھا اور میں اس شعبہ کا ذمہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا واحد کُل وقتی سٹاف بھی تھا۔ صبح سے شام تک پروگرام دیکھنے اور چیک کرنے اور درست کروانے کا کام رہتا۔ رات کو سوتے میں بھی مساجد کے افتتاح، دورہ جات کی جھلکیاں، مختلف مذاکرے اور گفتگو کے پروگرام ذہن میں جھلملاتے رہتے۔ تقاضا کرنے کی مجال نہیں تھی۔ ویسے بھی حضور کے علم میں ساری صورتحال تھی ہی۔ مگر ایک وقت ایسا آیا کہ مجھے محسوس ہوا کہ کہیں کام کا معیار متاثر نہ ہو۔ لہذا اس روز اس بلینک چیک کو بھر کر جمع کروانے کا سوچا جو حضور نے گزشتہ سال عنایت فرمایا تھا۔ سو حضور کی خدمت میں خط تحریر کیا اور درخواست کی کہ اگر کوئی ساتھ کام کرنے والا میسر آجائے تو کام میں بہتری آسکتی ہے۔ خط پر جواب آیا ''اور محنت کی عادت ڈالیں''۔ اس فرمان کی بدولت اللہ تعالیٰ نے توفیق بڑھادی اور کام جاری رہا۔

کچھ عرصہ بعد یہ کلاس افریقہ سے واپس آئی تو انہیں حضور انور سے اجتماعی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضور کو معلوم تھا کہ میں کن دو مربیان میں سے ایک کی درخواست کرنا چاہوں گا۔ ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میں نے تمہیں باسط صاحب کے پاس نہیں بھیجنا۔ اُن کو بھی بتا دینا تا کہ انہیں خوش فہمی نہ رہے''۔

جب پیغام موصول ہوا تو رہی سہی خوش فہمی بھی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا رہتی کہ توفیق کو بڑھائے اور محنت کی عادت بھی اس طرح پڑ جائے جس طرح حضور کا منشاء مبارک ہے۔ اسی طرح وقت گزر رہا تھا کہ ایک روز خبر پھیلی کہ آج اس کلاس کی پوسٹنگ کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ پھر خبر آئی کہ انہی دو مربیان میں سے ایک کی پوسٹنگ شعبہ پروگرامنگ میں ہوئی ہے۔ حضور کے لئے دل سے دعا نکلی۔ سال پرانی بات حضور کو یاد تھی۔ پھر وہی ایک مربی جو زمانہ طالب علمی میں درجہ ثانیہ سے بہت باقاعدگی سے مختلف پروگراموں کے سلسلہ میں بہت محنت سے کام کرتا رہا تھا۔ ساری فائلنگ انہی نے کی ہوئی تھی لہذا ارشادات اور ہدایات سے بھی واقفیت تھی۔ ان کی ابتدائی ٹریننگ پر ایک دن بھی نہیں لگانا پڑا (ساتھ ساتھ ٹریننگ تو ہم سب کی چلتی ہے)۔ یہ تھے بھی انہی دو میں سے جن کے بارہ میں خواہش تھی کہ ان کی پوسٹنگ ہو جائے۔ مگر میرے لئے اس سارے واقعہ میں کئی سبق تھے۔ حتی الوسع تقاضا نہ کرنا، خود محنت کی عادت ڈالنا اور ڈالتے چلے جانا، اپنے کام کو دعا کے سہارے چلانا، مگر سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ اور اللہ کے خلیفہ سے اچھی امید باندھے رکھنا۔

رفتہ رفتہ حضور انور کی نظرِ شفقت و محبت اور توجہ کے طفیل یہ شعبہ ایک فرد سے بڑھا اور کئی ٹیمیں تشکیل پائیں۔ پہلے قاصد معین احمد صاحب پھر عزیزم مدبر دین صاحب (مربیانِ سلسلہ) کو بھی حضور نے اس شعبہ میں تعینات فرمایا۔ اور سٹاف میں نجم السما صاحب اور وجاہت بلوچ صاحب بھی شامل ہوئے۔ شعبہ کو شعبہ کی شکل حضور انور کی توجہ اور رہنمائی کے طفیل ملی (اللہ ہمیں کام بھی کرنے کی توفیق عطا فرمائے)۔

... ...

جب راہِ ہُدیٰ، فقہی مسائل، تاریخی حقائق، بیکن آف ٹروتھ وغیرہ حضور انور کی ہدایت کی روشنی میں شروع کئے گئے تو خاکسار ان پروگراموں کے پروڈیوسر کی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق پاتا تھا۔ مگر شعبہ پروگرامنگ کی ذمہ داری سپرد ہونے کا مطلب تھا ایم ٹی اے کے تمام پروگراموں کے مواد کی ذمہ داری۔ یوں عملاً خود کچھ پروگراموں کا پروڈیوسر رہنا مناسب نہ تھا کیونکہ دیگر پروگراموں کے پہلے سے پروڈیوسر مقرر تھے۔ حضور کی خدمت میں عرض کی کہ یوں کچھ پروگراموں کا خود پروڈیوسر رہنے سے ان پروگراموں سے زیادہ لگاؤ رہنے کا اندیشہ ہے۔ حضور انور کی اجازت سے راہِ ہُدیٰ کے پروڈیوسر برادرم محترم عطاالمومن زاہد صاحب مقرر ہوئے، دینی و فقہی مسائل کے برادرم وسیم احمد فضل صاحب اور بیکن آف ٹروتھ کے برادرم محترم ایاز محمود خان صاحب۔

یعنی ایم ٹی اے کے اس شعبہ کی ابتدا میں خاکسار تنہا تھا اور حضور انور کو معلوم تھا۔ تنہا ہونے کی صورت میں پوری طاقت اور ہمت لگا کر محنت کرنے کی طرف توجہ بھی مبذول کروادی اور جب ضرورت محسوس فرمائی تو مربیان کی پوسٹنگ بھی فرمادی۔ پھر پروگراموں کے پروڈیوسر بھی مقرر فرمانے کی اجازت مرحمت فرمائی تا کہ کام ایک نظام کے تحت چلنے لگے۔ اور یوں درمیانی راہوں کی طرف دیکھنے اور انہیں سمجھنے کا ایک اور موقع میسر آیا۔

جب ساتھ کام کرنے والے مہیا ہو جائیں تو یہ خدشہ بھی رہتا ہے کہ انسان کوئی غلطی ہو جانے کی صورت میں اپنے ساتھیوں کی کوتاہی تلاش کرتا پھرتا ہے۔ اس کا تدارک بھی ایک روز یوں ارشاد فرما کر کردیا کہ ''ایم ٹی اے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

احمدی ڈاکٹرز کی طبّی خدمات

احمدی ڈاکٹرز ہمیشہ اپنے اپنے دائرہ کار میں خدمت خلق کرتے رہتے ہیں۔ تاہم روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے سالانہ نمبر 2011ء میں احمدی ڈاکٹرز کی جماعتی نظام کے تحت طبّی خدمات سے متعلق مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

22 مارچ 1908ء کو مسجد مبارک قادیان میں 9 ڈاکٹروں اور طبیبوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مجلس اطباء و ڈاکٹران جماعت احمدیہ تشکیل پائی۔ اس مجلس کے صدر حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحبؓ اور سیکرٹری جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قرار پائے۔ اس اجلاس میں کئی فیصلے ہوئے جن میں اپنی مدد آپ کے تحت ایک ہسپتال کا قیام بھی تھا۔ روئداد میں بڑی تڑپ کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا گیا تھا کہ دیگر مذاہب کے لوگ مثلاً عیسائی دور دراز ملکوں میں تالیف قلوب کے لیے ڈسپنسریاں اور شفاخانے بناتے ہیں تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ سلسلہ حقّہ کی اشاعت کے لئے اگر سرِدست شہر بشہر نہیں تو کم از کم حضرت مسیح موعودؑ کے رہائشی مقام یعنی قادیان میں ایک بڑا ہسپتال بناویں۔ چنانچہ ابتدائی طور پر کئی حضرات نے چندہ دینے کا وعدہ کیا اور 81 روپے وصول ہوئے۔

طبّ سے وابستہ احمدی افراد کی یہ پہلی تنظیم تھی۔ اس کے قیام کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام کے ابتدائی وقت سے قائم ایک ڈسپنسری کو صدرانجمن احمدیہ کی ڈسپنسری میں تبدیل کردیا گیا۔

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ اگرچہ اس اجلاس میں موجود نہ تھے مگر بعد میں جب اُن کو روئداد جلسہ دکھائی گئی تو انہوں نے اس سے اتفاق رائے ظاہر کرتے ہوئے مبلغ بیس روپیہ بطور عطیہ کے دینے کا وعدہ فرمایا۔ نیز فرمایا کہ ہم شفاخانہ کی عمارت کو ایک دو اَور احباب کو شریک کرکے اپنی گرہ سے بنوادینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

☆ قادیان میں ''نورہسپتال'' کی بنیاد حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی کوشش سے 21 جون 1917ء کو رکھی گئی۔ 1919ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحبؓ ریاست پٹیالہ سے ہسپتال کے لئے بلوائے گئے۔ ترقی کرتے کرتے 1930ء میں یہ ہسپتال سیکنڈ گریڈ کی حیثیت حاصل کرگیا۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد اسے سرکاری تحویل میں لے لیا گیا۔

☆ 1918ء میں ہندوستان میں انفلوائنزا کی خوفناک وبا کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کے زیر ہدایت قادیان کے اردگرد سات میل کے علاقہ میں احمدی ڈاکٹرز نے ہزارہا افراد کی خدمت کی اور سینکڑوں کی جان بچائی۔

☆ ربوہ میں نورہسپتال 1958ء تک کام کرتا رہا۔ اس کے بعد صدرانجمن احمدیہ نے فضل عمر ہسپتال جاری کیا۔ 200 سے زائد بیڈز کے اس ہسپتال میں تمام اہم شعبے قائم ہیں۔ 40 سے زائد ڈاکٹروں میں سے 20 سپیشلسٹ ہیں۔ صرف ایک سال (2009-10ء) میں اس ہسپتال سے دولاکھ ستّر ہزار آؤٹ ڈور اور بارہ ہزار اِنڈور مریضوں نے استفادہ کیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 24 مئی 1970ء کو مسجد فضل لندن میں مجلس نصرت جہاں کے قیام کا اعلان فرمایا تو افریقہ میں ہسپتالوں کے قیام کے لئے مختلف ممالک کے احمدی ڈاکٹرز نے اس تحریک پر والہانہ لبّیک کہا۔

1970ء میں ورلڈ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن بھی قائم ہوئی جس کے کئی اجلاسات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی تشریف لاتے رہے۔ مجلس نصرت جہاں کے تحت افریقہ میں ڈاکٹرز بھجوانے کے سلسلہ میں ایسوسی ایشن نے اہم کردار ادا کیا۔ گو بعد میں ناگزیر وجوہات کی بِنا پر یہ ایسوسی ایشن فعّال نہ رہ سکی۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت پر مختلف ممالک (مثلاً امریکا، یوکے، ماریشس وغیرہ) میں احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشنیں قائم ہوئیں۔ پاکستان میں بھی 1989ء میں اس کا قیام ہوا لیکن اس کا زیادہ تر کام میڈیکل کیمپس تک محدود رہا۔ 2005ء کے خوفناک زلزلہ کے بعد اسے منظم اور متحرّک کرکے ذیلی تنظیموں اور 'ہیومینیٹی فرسٹ' کے ساتھ مل کر خدمت خلق کا کام شروع ہوا۔ 2007ء میں حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے اس ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری کا تقرّر کرکے سیکرٹریٹ قائم کیا گیا اور 2008ء سے اس کا سالانہ کنونشن باقاعدگی سے ہر سال منعقد کیا جارہا ہے۔ ان کنونشنز میں احمدی ڈاکٹرز اپنے تجربات کی روشنی میں اعلیٰ درجہ کی تحقیقات پیش کرتے ہیں۔ نیز ایسوسی ایشن کی مختلف سطحوں پر معلوماتی لیکچرز کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خصوصی شفقت کے نتیجہ میں ''نُور ہسپتال'' قادیان کا سنگ بنیاد 8 نومبر 1998ء کو رکھا گیا جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2006ء میں فرمایا۔

☆ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کا آغاز ستمبر 2007ء میں ہوا۔ یہاں اینجیو پلاسٹی اور بائی پاس کی اعلیٰ سہولتیں میسر ہیں۔ اس میں کام کرنے والے 20 ڈاکٹروں میں سے 5 سپیشلسٹ ہیں۔ صرف ایک سال (2010ء) میں قریباً 54 ہزار مریضوں نے یہاں سے استفادہ کیا۔

☆ مجلس انصاراللہ مرکزیہ پاکستان نے صدسالہ احمدیہ جوبلی جشنِ تشکّر 1989ء کے حوالہ سے مٹھی ضلع تھرپارکر میں ایک ہسپتال کا سنگ بنیاد 8 جولائی 1993ء کو رکھا اور بعد از تکمیل 17 مارچ 1995ء کو اسے انجمن احمدیہ وقف جدید کے سپرد کردیا۔ اس ہسپتال کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ''المہدی ہسپتال'' عطا فرمایا۔

☆ امریکہ، برطانیہ اور پاکستان کی احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشنوں کے ممبران ربوہ اور افریقہ کے احمدیہ ہسپتالوں کے لئے وقف عارضی کے علاوہ قیمتی طبّی سامان مہیا کرنے کے لئے بھی قربانی کرتے ہیں۔

☆ احمدی ڈاکٹرز نے 1954ء میں مشرقی پاکستان اور مشرقی پنجاب میں خوفناک سیلاب کے موقع پر خدمت کی توفیق پائی۔ مشرقی پاکستان میں برہمن بڑیہ میں ایک موبائل شفاخانہ بھی قائم کیا گیا۔

☆ مرکزی مجلس شوریٰ پاکستان نے 1993ء میں ایک تجویز پر یہ رائے دی کہ خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے تحت فری میڈیکل کیمپس لگائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں بڑے شہروں میں فری ڈسپنسریاں بھی قائم ہیں۔ سفارش کی جاتی ہے کہ خدمت خلق کا جو کام طبی سہولیات کی فراہمی کی موجودہ صورتوں میں رائج ہے اس کو مزید وسعت دی جائے۔

چنانچہ اس کے بعد خاص طور پر فری میڈیکل کیمپس لگائے گئے۔ صرف مجلس انصاراللہ کے تحت اگلے پانچ سال میں (یعنی 1993ء سے 1998ء تک) 924 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں 1181 ڈاکٹروں نے 82 ہزار سے زیادہ مریضوں کا علاج کیا۔ پاکستان میں بہت سے میڈیکل کیمپس ہیومینیٹی فرسٹ اور احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کی مشترکہ مساعی کے نتیجہ میں لگائے جاتے ہیں۔

☆ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کی تعمیر میں معاونت کی تحریک پر احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن امریکہ کے ممبران نے خاص طور پر عطیہ جات دیئے اور وقف عارضی بھی کی۔

☆ 28 مئی 2010ء کو سانحہ لاہور کے موقع پر مقامی احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن نے زخمیوں کو خون کی فراہمی اور اُن کی ہسپتال میں دیکھ بھال اور علاج، نیز شہداء کی سردخانوں میں منتقلی کے لئے اَنتھک کوششیں کیں۔

...❁...❁...❁...

سرزمین افریقہ میں خدمت خلق

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے سالانہ نمبر 2011ء میں شائع ہونے والا مکرم حنیف احمد محمود صاحب کا مضمون افریقہ میں جماعت احمدیہ کے تحت ہونے والی خدمت خلق کے حوالہ سے تحریر کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء میں اپنے دورۂ افریقہ و یورپ کے دوران مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فرمایا: ''گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑی شدّت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ یہ وقت ہے کہ تم کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ ان ملکوں میں خرچ کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا''۔ چنانچہ حضورؒ نے حضرت امّاں جانؓ کے نام پر ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کے قیام کا اعلان فرمایا۔ بعدازاں خدمت کے لئے افریقہ جانے والے ڈاکٹروں کو خاص طور پر حضورؒ نے یہ نصیحت فرمائی کہ: ہمارا اصل کام افریقہ کی مظلوم قوموں سے پیار کرنا ہے جبکہ دنیا کی دوسری قومیں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ان کی فطرت کے اس طبعی اور عظیم تقاضا کو پورا کریں۔ غریب لوگوں سے نہ فیس لیں اور نہ دوا کے پیسے لیں۔ درمیانہ طبقہ سے فیس نہ لیں صرف دوا کی رقم وصول کریں۔

دراصل افریقہ میں طبی و تعلیمی خدمات کا سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دَور میں اُس وقت سے شروع ہوچکا تھا جب آپؓ نے تحریک جدید کے تحت 1958ء میں اپاپا (نائیجیریا) میں احمدیہ ہسپتال جاری فرمایا۔ آپؓ کے تاریخ ساز دَور میں تین افریقین ممالک میں 5 ہسپتال جاری ہوئے جن میں سے دو کچھ عرصہ بعد بند ہوگئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دَور میں نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام کے تحت 4 ممالک میں 21 احمدیہ ہسپتال و کلینکس جاری ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دَور میں ایلوپیتھی کے علاوہ ہومیوپیتھی ہسپتالوں کی بنیاد بھی ڈالی گئی اور کُل 27 ہسپتال قائم ہوئے اور مغربی افریقہ کے علاوہ مشرقی اور وسطی افریقہ بھی اس مبارک تحریک سے فیضیاب ہونے لگے۔ ان میں سے 7 ہسپتال کچھ عرصہ خدمات خلق بجالاکر بند ہوگئے۔ حضورؒ نے 30 جون 1985ء کو تحریک جدید کے تحت خلافت ثانیہ کے دَور میں قائم ہونے والے تین ہسپتالوں کو ''نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم'' میں مدغم کردیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبارک قیادت میں (2011ء تک) 11 ہسپتال قائم ہوچکے ہیں۔ جن میں سے دو بوجوہ بند ہوگئے۔ نیز طبّی (ہربل) کلینک غانا کے اشانتی ریجن میں 2007ء میں کھولا گیا جو بوجوہ بند ہوگیا۔ اسی طرح چار خلافتوں میں 13 ممالک میں کل 64 ہسپتال قائم ہوئے جن میں سے 24 بوجوہ بند ہوگئے اور اس وقت 12 ممالک میں 38 ہسپتال خدمت انسانیت کا اہم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اس سارے دَور میں 250 سے زائد احمدی واقفین ڈاکٹرز نے لاکھوں مریضوں کا علاج کیا اور ہزاروں آپریشن کئے۔

مذکورہ مضمون میں افریقہ میں قائم ہونے والے تمام ہسپتالوں کی مختصر تاریخ اور ضروری کوائف بھی دیئے گئے ہیں جن سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جو ہسپتال بوجوہ بند ہوئے یا بند کرنے پڑے وہ ناکامی کی وجہ ہرگز نہ تھی بلکہ اس بندش میں ملکی حالات، نسلی فسادات، خانہ جنگی وغیرہ امور حائل ہوئے۔ پس احمدیہ ہسپتالوں کی خدماتِ انسانیت بلاشبہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا سنہری باب ہیں۔

بعض اہم سرکاری عہدیداروں اور قومی میڈیا کے تعریفی کلمات بھی اس مضمون کا حصہ ہیں۔ اور چند ایمان افروز واقعات بھی شاملِ مضمون ہیں مثلاً مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب (جو غانا کے ایک ہسپتال میں خدمت بجالارہے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ مَیں انستھیزیا کا ڈاکٹر ہوں۔ سرجری کبھی نہیں کی تھی لیکن یہاں آغاز میں ہی ایک پراسٹیٹ کا مریض آگیا۔ یہ میجر سرجری ہوتی ہے۔ پہلے تو خیال آیا کہ اِسے ریفر کردوں مگر تحریک ہوئی کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہسپتال میں آیا ہے، اس کا علاج ہونا چاہئے چنانچہ مَیں نے آپریشن کردیا۔ لیکن آپریشن کے بعد دو ماہ گزرنے کے باوجود (catherter) پیشاب کی نالی نکالنے سے ڈرتا تھا کہ نہ جانے پیشاب آئے یا نہ آئے۔ اسی اثناء میں دُعاؤں میں مصروف تھا کہ ایک رات خواب میں مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کو دیکھا جو میری رہنمائی کررہے ہیں۔ مبشر کے نام میں بشارت کے معانی بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ میں نے خواب میں بتائی گئی رہنمائی کی روشنی میں دوبارہ Minor آپریشن کیا۔ خدا کے فضل سے تین دن کے اندر مریض صحتیاب ہوگیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ ایک مریض ماریطانیہ سے ہمارے پاس آیا جو پیرس سے بھی ہو آیا تھا۔ کوئی ڈاکٹر اس کا آپریشن نہیں کرتا تھا۔ 600 پونڈ کے لگ بھگ اس کا وزن تھا۔ مجھے خدا نے ایک رات خواب میں اُس کے آپریشن کا طریق سمجھایا تو مَیں نے اسی خواب کے مطابق آپریشن کردیا۔ چنانچہ وہ مریض جو کسی کے سہارے بھی پاؤں گھسٹ کر چلتا تھا پھر بغیر سہارے آدھ میل تک پیدل چل کر بازار جاتا تھا۔

...❁...❁...❁...

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 21, 2017 – April 27, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 21, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Haa Meem As-Sajdah, verses 1-47.
00:35 Dars-e-Malfoozat: Selected extracts from the literature of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, the Promised Messiah (as) focusing on 'advice to women'.
00:45 Yassarnal Qur'an
01:10 Waqfe Nau Ijtema Boys: Rec. March 01, 2015.
02:05 Spanish Service
02:40 Pushto Muzakarah
03:20 Roshan Hoi Baat
03:45 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Araaf, verses 27 - 40 by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 87, rec. October 18, 1995.
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 106.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 36.
07:00 Peace Symposium: Recorded on March 14, 2015.
07:45 In His Own Words
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on April 15, 2017.
09:55 Indonesian Service
10:55 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:35 Tilawat [R]
13:50 Seerat-un-Nabi
14:35 Shotter Shondane: Rec. January 24, 2014.
15:45 Kasauti
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Peace Symposium [R]
19:15 In His Own Words [R]
19:50 Kasauti [R]
20:20 Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday April 22, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
01:05 Peace Symposium
02:10 Friday Sermon
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 107.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 29.
07:00 Jalsa Salana Germany Concluding Address: Recorded on June 15, 2014.
08:05 International Jama'at News
08:35 Story Time: Programme no. 61.
09:05 Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on September 14, 1990.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on April 21, 2017.
12:10 Tilawat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana Germany Concluding Address [R]
19:30 Faith Matters: Programme no. 166.
20:35 International Jama'at News [R]
21:05 Rah-e-Huda [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday April 23, 2017

00:00 World News
00:15 Tilawat
00:30 In His Own Words
01:05 Al-Tarteel
01:35 Jalsa Salana Germany Concluding Address
02:35 Story Time
03:05 Friday Sermon
04:15 Maidane Amal Ki Kahani
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 108.
06:00 Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 25-90.
06:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 36.
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class: Recorded on November 23, 2014.
08:05 Faith Matters: Programme no. 166.
09:15 Question And Answer Session: Recorded on February 22, 1998.
10:05 Indonesian service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on April 14, 2017.
12:10 Tilawat [R]
12:25 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 21, 2017.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. January 24, 2014.
15:25 Kids Time: Programme no, 35.
16:00 Press Point: Recorded on March 19, 2017.
17:05 History Of Langar Khana
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class [R]
19:30 Beacon of Truth
20:30 Ashab-e-Ahmad
21:00 Press Point [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:05 Question And Answer Session [R]

Monday April 24, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
00:50 Yassarnal Quran
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class
02:35 Ashab-e-Ahmad
03:00 Friday Sermon
04:25 In His Own Words
05:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 109.
06:00 Tilawat
06:30 Dars-e-Hadith
06:45 Al-Tarteel: Lesson no. 29.
07:15 MTA International Conference: Recorded on March 22, 2015.
08:00 International Jama'at News
08:35 Hamari Taleem
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. December 08, 1997.
09:55 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on November 18, 2016.
11:05 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 27, 2011.
14:10 Bangla Shomprochar
15:20 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on April 22, 2017.
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 MTA International Conference [R]
19:10 Sach Toh Ye Hai
19:40 Somali Service
20:25 Rah-e-Huda [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday April 25, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:50 Dars-e-Hadith
01:05 Al-Tarteel
01:35 MTA International Conference
02:20 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:40 Kids Time
03:10 Friday Sermon
04:25 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 110.
06:00 Tilawat: Surah Muhammad (saw), verses 1-39.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 27.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on November 23, 2014.
08:05 Reality Of Miraaj
09:00 Question & Answer Session: Recorded on February 22, 1998.
09:55 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 21, 2017.
12:05 Tilawat [R]
12:25 Dars-e-Malfoozat [R]
12:35 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 166.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Spanish Service
15:55 Philosophy Of The Teachings Of Islam
16:25 Noor-e-Mustafwi
16:45 Kasre Saleeb
17:25 Yassarnal Quran [R]
17:55 World News
18:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 21, 2017.
20:30 The Bigger Picture: Rec. December 22, 2015.
21:20 Art Class
21:55 Faith Matters [R]
22:55 Question And Answer Session

Wednesday April 26, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:10 Reality Of Miraaj
02:55 In His Own Words
03:35 Story Time
04:05 Philosophy Of The Teaching Of Islam
04:25 Noor-e-Mustafwi
04:35 Art Class
05:10 Liqa Ma'al Arab: Session no. 111.
06:00 Tilawat: Surah Al-Fat'h, verses 1-30.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 29.
07:00 Jalsa Salana UK Opening Address: Rec. August 29, 2014.
08:10 In His Own Words
08:45 The Prophecy Of Khilafat
09:05 Urdu Question And Answer Session: Rec. September 14, 1990.
09:50 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 21, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 15, 2011.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:50 Kids Time: Prog. no. 35.
16:20 Faith Matters: Programme no. 165.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 Jalsa Salana UK Opening Address [R]
19:35 French Service
20:40 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:15 Kids Time [R]
21:45 Friday Sermon: Recorded on April 15, 2011.
23:00 Intikhab-e-Sukhan: Rec. April 22, 2017.

Thursday April 27, 2017

00:05 World News
00:25 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana UK Opening Address
02:35 Deeni-o-Fiqahi Masail
03:25 Faith Matters
04:35 The Prophecy Of Khilafat
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 112.
06:05 Tilawat
06:25 Dars-e-Malfoozat
06:40 Yassarnal Quran: Lesson no. 32.
07:00 IAAAE Symposium: Recorded on May 02, 2015.
07:35 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
08:00 In His Own Words
09:00 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Anaam, verses 154-166 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 85, rec. October 11, 1995.
10:05 Indonesian Service
11:10 Japanese Service
11:25 Roots To Branches
12:00 Tilawat [R]
12:20 Dars-e-Malfoozat [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Beacon Of Truth: Rec. November 27, 2016.
14:00 Friday Sermon: Recorded on April 21, 2017.
15:05 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
15:40 Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:00 Persian Service
16:30 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 IAAAE Symposium [R]
19:05 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal [R]
19:30 Faith Matters: Programme no. 165.
20:40 Roots To Branches
21:10 In His Own Words [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:50 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
23:10 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 21 April, 2017 | Issue No. 16

امیرالمومنین حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2017ء

لندن (برطانیہ) سے روانگی اور فرینکفرٹ (جرمنی) میں ورود مسعود۔ بیت السبوح فرینکفرٹ میں والہانہ استقبال

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

8اپریل 2017ء بروز ہفتہ

لندن (برطانیہ) سے روانگی اور فرینکفرٹ (جرمنی) میں ورود مسعود

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمنی کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح پونے دس بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت مردوخواتین مسجد فضل لندن کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے احباب کے درمیان رونق افروز رہے۔ ہر ایک شخص اپنے پیارے آقا کے شرف زیارت سے فیضیاب ہوا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب موجود حاضرین کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ بعدازاں سات گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کے شہر Dover کی طرف روانہ ہوا۔

Dover برطانیہ کی ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ لندن اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں آباد لوگ یورپ کا سفر بذریعہ Ferries اسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔

Dover سے گیارہ میل پہلے Folkestone کے علاقہ میں وہ مشہور Channel Tunnel آتی ہے جو سمندر کے نیچے سے برطانیہ اور فرانس کے ساحلی علاقوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اِس Tunnel (سرنگ) کے ذریعہ کاریں اور دیگر بڑی گاڑیاں بذریعہ ٹرین فرانس کے ساحلی شہر Calais تک پہنچتی ہیں۔ آج اسی چینل ٹنل کے ذریعہ سفر کا پروگرام تھا۔

لندن سے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے، مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (دفتر وکالت تبشیر) مکرم غالب جاوید صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) مکرم مرزا محمود احمد صاحب (مرکزی آڈیٹر) مکرم ناصر انعام صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے) اور مکرم سیّد محمد احمد ناصر صاحب نائب افسر حفاظت خاص اور خدام کی سیکیورٹی ٹیم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے چینل ٹنل تک قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔

قریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ کے سفر کے بعد سوا گیارہ بجے چینل ٹنل پہنچے۔ لندن سے ساتھ آنے والے احباب نے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا۔

ایک خصوصی پروٹوکول کے انتظام کے تحت، امیگریشن کی کارروائی کے بعد قریباً گیارہ بج کر پینتالیس منٹ پر گاڑیاں ٹرین پر بورڈ کی گئیں۔ چینل ٹنل میں جو ٹرینیں چلتی ہیں ان میں بعض دو منازل پر مشتمل ہیں اور ایک ٹرین میں 180 سے زائد گاڑیاں بورڈ کی جاتی ہیں۔

ٹرین اپنے وقت کے مطابق بارہ بجے، 140 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فرانس کے ساحلی شہر Calais کے لئے روانہ ہوئی۔

اس سرنگ (Channel Tunnel) کی کُل لمبائی 31 میل ہے اور اس میں سے 24 میل کا حصہ سمندر کے نیچے ہے۔ اس سرنگ کا گہرا ترین حصہ سمندر کی تہہ سے 75 میٹر یعنی 250 فٹ نیچے ہے۔ اب تک پانی کے نیچے بننے والی ٹنل میں سے یہ دنیا کی سب سے بڑی ٹنل ہے۔ قریباً 35 منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق ایک بج کر 35 منٹ پر فرانس کے شہر Calais پہنچے۔ فرانس کا وقت برطانیہ سے ایک گھنٹہ آگے ہے۔

ٹرین رکنے کے بعد قریباً پانچ منٹ کے وقفہ سے گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹروے پر سفر شروع ہوا۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک پٹرول پمپ کے پارکنگ ایریا میں جماعت جرمنی سے آئے ہوئے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرنا تھا۔

جرمنی سے مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب جنرل سیکرٹری، مکرم جری اللہ صاحب (مبلغ سلسلہ) نائب جنرل سیکرٹری، مکرم یحییٰ زاہد صاحب اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، مکرم حسنات احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب، مکرم عبداللہ سپرا صاحب اور مکرم حماد احمد صاحب مہتمم عمومی خدام الاحمدیہ جرمنی اپنے خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی اور مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور جرمنی سے آنے والے وفد کے دیگر ممبران نے اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بعدازاں یہاں سے آگے سفر شروع ہوا۔ جرمنی سے آنے والی تین گاڑیوں میں سے ایک گاڑی نے قافلہ کو Escort کیا اور باقی خدام کی دو گاڑیاں قافلہ کے پیچھے تھیں۔

یہاں Calais سے 55 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے ملک بیلجیم میں داخل ہوئے۔

پروگرام کے مطابق بارڈر کراس کرنے کے مزید 55 کلومیٹر بعد موٹروے پر ہی ایک ریسٹورنٹ Hotel Brugge - Oostkamp میں نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جرمنی سے خدام کی ایک ٹیم اِن امور کی تکمیل کے لئے پہلے سے ہی یہاں پہنچی ہوئی تھی۔

قریباً تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہاں تشریف آوری ہوئی۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کا انتظام ہوٹل کے ایک علیحدہ ہال میں کیا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد ساڑھے چار بجے یہاں سے فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

بیلجیم میں مزید 223 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد بیلجیم کا بارڈر کراس کر کے جرمنی کی حدود میں داخل ہوئے۔ یہاں بارڈر سے دس منٹ کی مسافت پر جرمنی کا شہر آخن (Aachen) آباد ہے۔ یہاں ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں کچھ دیر کے لئے رُکے۔ یہاں سے فرینکفرٹ کا فاصلہ 360 کلومیٹر ہے۔ قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت جرمنی کے مرکز ''بیت السبوح'' فرینکفرٹ میں ورود مسعود ہوا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کار سے باہر تشریف لائے تو فرینکفرٹ اور اس کے اردگرد کی جماعتوں اور جرمنی کے بعض مختلف شہروں سے آئے ہوئے احباب جماعت مردوخواتین اور بچوں بچیوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑا پُرجوش اور والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ بچیاں اور بچے ایک ہی رنگ میں ملبوس مختلف گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کر رہے تھے۔ فرط عقیدت اور محبت سے ہر طرف سے ہاتھ بلند تھے اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھیں۔

مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر فرینکفرٹ اور مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ فرینکفرٹ اور مکرم عبدالسمیع صاحب شعبہ جائیداد بیت السبوح نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

اپنے پیارے آقا کا استقبال کرنے والے یہ احباب فرینکفرٹ شہر کے مختلف حلقوں کے علاوہ Gross Gerau, Wiesbaden, Bad Homburg, Russelsheim, Raunheim, Hanau, Maintal, Oberurssel, Morfelden, Escborn اور Friedberg کی جماعتوں سے آئے تھے۔

اپنے آقا کے استقبال کے لئے یہ لوگ بڑے لمبے سفر طے کر کے آئے تھے۔ کوبلنز (Koblenz) سے آنے والے 130 کلومیٹر، کولون (Koln) سے آنے والے 170 کلومیٹر اور Nurnberg سے آنے والے 350 کلومیٹر کا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔

ان استقبال کرنے والے احباب مردوخواتین اور بچے بچیوں کی تعداد سولہ صد سے زائد تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دو رویہ کھڑے اپنے عشّاق کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نو بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے جرمنی کی مختلف جماعتوں سے جو احباب مردوخواتین پہنچے تھے ان سبھی نے اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نماز مغرب وعشاء ادا کرنے کی سعادت پائی۔

ان میں سے ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو دوران سال پاکستان سے کسی ذریعہ سے یہاں پہنچے تھے اور ان کی زندگی میں اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں یہ پہلی نماز تھی۔ یہ سبھی احباب اپنی اس خوش نصیبی اور سعادت پر بیحد خوش تھے اور ان مبارک اور بابرکت لمحات سے فیضیاب ہو رہے تھے جو اُن کی زندگیوں میں پہلی مرتبہ آئے تھے اور ان کو آب حیات عطا کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں اور یہ برکتیں اور یہ انعامات ہم سب کے لئے مبارک فرمائے، ہماری آئندہ نسلیں اور اولادیں بھی ان انعامات خداوندی سے ہمیشہ فیض پاتی رہیں۔ آمین

(باقی آئندہ)